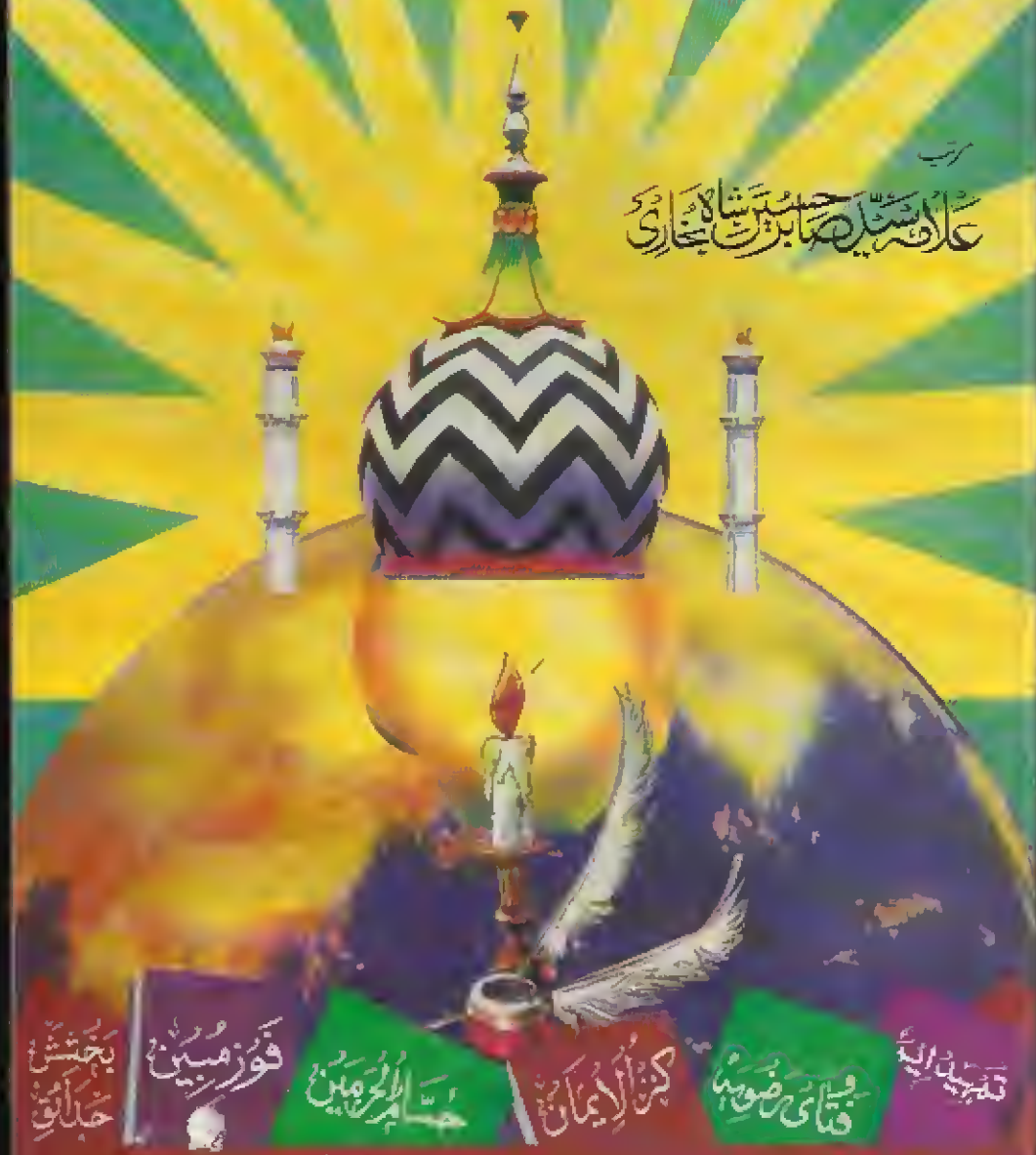


اقسامت نمبر ۲۶

امام احمد رضا خان رحمہ اللہ

علمائے دیوبند کی نظر میں

علاء الدین صاحبزادہ شاہ بخاری



بہشت
جہان

فوزِ مبین

حسبِ الحرمین

کنز الایمان

فتاویٰ رضویہ

قدس الیہ

جمعیت اشاعتِ اہلسنت پاکستان

نور مسجد کافہ کابزار کراچی

خدائے قدیر کا کڑوا کزور احسان کہ اس نے ہمیں اپنے حبیب حبیب رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی امت میں پیدا فرمایا خدائے بزرگ و برتر کا کرم بلائے کرم کے اس نے امت محمدیہ میں سے ہمیں فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت میں داخل فرما کر چودھویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دامن ہمارے ہاتھوں میں دیا۔

آج کل امت مسلمہ اپنی تاریخ کے ایسے دور ہے پر کھڑی ہے جب ہر طرف انتشار و افتراق کی ایسی آگ لگی ہے کہ ہر چور ہے اور ہر محلہ میں ایسا روح فرسا اور المونک منظر نظر آتا ہے کہ مسلمان متنبہیں چڑھا چڑھا کر اور نکتے پھلا پھلا کر علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سرکار کریم علیہ السلام کے علم غیب اور حاضر و ناظر ہونے پر مباحثہ و مجادلہ کرتے نظر آتے ہیں۔

مسلمانوں میں جنگ و جدل کی یہ کیفیت ہمیشہ سے نہ تھی بلکہ یہ آج سے کوئی ڈیڑھ سو سال قبل کی بات ہے جب نجدی دیوبندی عقائد و نظریات کے حامل ابن عبد الوہاب نجدی کی ناپاک ذریت مولوی اسماعیل دہلوی قاتل نے اپنے انگریز سرکار کے اشارے پر تقویۃ الایمان لکھ کر مسلمانوں کے درمیان اس ناختم ہونے والی خلیج کا سنگ بنیاد رکھا۔ اسماعیل دہلوی کو اپنی تصنیف تقویۃ الایمان کے بارے میں اس امر کا احساس تھا کہ اس کتاب سے انتشار پھیلے گا اور مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہوگا مگر ان تمام امور کے باوجود یہ کتاب شائع ہوئی اور مسلم بیعتی کو پارہ پارہ کر گئی۔ چنانچہ اپنی حج سے روانگی سے قبل مولوی اسماعیل دہلوی نے ایک بھرے مجمع سے جو تقریر کی وہ ملاحظہ فرمائیے۔

”میں جانتا ہوں کہ اس (تقویۃ الایمان) میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نام کتاب	_____	اعلیٰ حضرت علمائے دیوبند کی نظر میں
مصنف	_____	حضرت علامہ مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری
صفحات	_____	۵۶ صفحات
تعداد	_____	۱۰۰۰
من اشاعت	_____	نومبر ۱۹۹۶ء
بدینہ	_____	دعائے خیر بحق معاومین

-----☆☆----- ناشر -----☆☆-----

جمعیت اشاعت اہلسنت

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

نوٹ : بیرون جات کے حضرات براہ کرم تین روپے کے ڈاک ٹکٹ ضرور ارسال کریں

ہیں اور بعض، جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان لمبور کو جو خفی شرک ہیں شرک جلی لکھ دیا گیا ہے اس وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ شورش ضرور پھیلے گی۔“ (باغی ہندوستان صفحہ نمبر ۱۵)

کچھ بھی ہو اس کتاب سے وہابی دیوبندی اور ان کے سرکار انگریز جو فائدہ اٹھانا چاہتے تھے وہ انھوں نے خوب اٹھایا اور مسلمانوں کے اندر فتنہ و فساد کا اینا بیج بویا جس کا تلخ و ناگوار پھل مسلمان آج تک کاٹ رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اس کے بعد کچھ ایسی غارت گر ایمان کتابیں نکلی گئیں جن کی ایمان سوز کفری عبارات افتراق بین المسلمین کا باعث بنیں اور آج بھی چند ایسے گروہ ہیں جو کہ ان کتب جن میں ”حفظ الایمان“ ”تقویۃ الایمان“ ”قادی رشیدیہ“ اور ”تخذیر الناس“ شامل ہیں کو اس طرح حرز جاں بنائے بیٹھے ہیں کہ گویا وہ وحی الہی ہوں اور اب ان میں کسی ترمیم یا تبدیلی کی بالکل گنجائش نہیں۔ حالانکہ اسی حفظ الایمان کتاب میں سرخیل دہلیہ اشرف علی تھانوی نے گستاخی رسول کی وہ شرمناک مثال قائم کی ہے جو آج بھی تاریخ کے سینے پر ایک بد نما داغ کی مانند موجود ہے وہ لکھتا ہے۔

”بھریہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم لھیبہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔“ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اس قسم کی ناپاک جبارت وہی کر سکتا ہے جس کے کان کبھی شرم و حیا جیسے الفاظ سے آشنا تک نہ ہوئے ہوں۔

اس طرح بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے عقائد و نظریات اسلام کے ساتھ ایسا بھونڈا اور گھٹاؤ نہ لایا جس کی مثال اس سے پہلے روئے زمین پر نہیں

جاتی۔ وہ اپنی ملعون کتاب تخذیر الناس میں یوں بکواس کرتا ہے۔
”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل علم پر روشن تقدیم یا تاخر زمانہ بالذات کچھ فضیلت نہیں۔“ (الامان والحفیظ)۔

اس گستاخانہ عبارت نے قصر ختم نبوت میں گویا نقب ڈالنے کا کام انجام دیا اور جھوٹے مدعیان نبوت کے لئے ختم نبوت کے بند دروازے گویا کھول دیے۔

تیسرا مولوی ظلیل احمد انبیشہوی جو کہ رشید احمد گنگوہی کا دم بھلہ تھا اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں اپنے قلم کی جنبش سے ایک ایسی گندی اور پھوہر عبارت سپرد قرطاس کی جو کہ رسول دشمنی کی جتنی جاگتی تگی تصویر ہے۔ ذرا آوارگی قلم ملاحظہ ہو۔

”شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“ (نقل کفر کفر نہ باشد) زمین پھٹ کیوں نہیں گئی، آسمان قائم کیسے ہے۔ ایسی ایسی گستاخیاں دیکھنے کے بعد

کہیں ”تقویۃ الایمان“ میں لکھا کہ ”اللہ چاہے تو ایک آن میں کڑوروں محمد پیدا کر دے“ کہیں لکھا گیا کہ ”کوئی چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے بہمار سے زیادہ ذلیل ہے“ کہیں لکھا کہ ”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں“ یہی وہ گستاخانہ، لحدانہ اور گمراہ کن عبارات ہیں جنہوں نے خرمین مسلم کے لئے بارود

کا کام کیا ہے اور انہی میں سے اول الذکر تین عبارات پر امام اہلسنت نے ان کے لکھنے والوں اور تصدیق کرنے والوں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔

ملت اسلامیہ کی تاریخ کا یہ ایسا دنگلاز و عبرت انگیز باب ہے جس کو پڑھ کر ہر مسلمان کی گردن شرم و غیرت سے جھک جائے گی اور اس کی آنکھیں خون کے آنسو روئیں گی۔ ہم تو حیران ہیں کہ جب یہ تاریخ کسی ہندو، عیسائی، سکھ اور پارسی کی نگاہ سے گزرتی ہوگی تو وہ اسلام اور قائدین اسلام کے بارے میں کیا رائے قائم کرتے ہوں گے۔ وہ لوگ تو اسماعیل دہلوی اور اشرف علی تھانوی کی گستاخانہ پالیسی پر دوسرے قائدین اسلام کو بھی قیاس کرتے ہوں گے۔ اور اس مکروہ اور گندہ آئینے میں تمام ہی عمائدین اسلام کی تصویر دیکھنا چاہتے ہوں گے۔ کاش! حضرات اخلاف و پوہند ان واقعات پر نظر ثانی کریں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ وہ زہر کو تریاق کہہ کر شجر اسلام پر کیسی تیشہ زنی کر رہے ہیں۔ کسی کو مشتدا اور پیشوا مان لینے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کے جرم و خطا کو بھی ثواب و عبادت کا مرتبہ دیا جائے رات کی تاریکی کو دن کا اجالا اور آگ کے انگارے کو شاداب پھول کہنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

اب بھی وقت ہے اے دیوبندو! تم ٹھنڈے دل سے سوچو کیا تمہارا ضمیر یہ گوارا کرتا ہے کہ رسول خدا ﷺ چار سے زیادہ ذلیل اور ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں اور محبوب خدا کا علم گائے، بیل اور جانوروں جیسا ہے۔ ذرا سوچو! تمہارے اکابر اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی اور اسماعیل دہلوی نے جو کچھ لکھ دیا وہ پتھر پر لکیر نہیں ہے۔ خدا را! تم اپنے اور قوم مسلم کے حال پر رحم کھاؤ اور قدرت کی اس گرفت سے ڈرو جو سب سے زیادہ سخت ہے اور اس کا عذاب دردناک ہے، کیا تم کبھی یہ نہیں سوچتے کہ آج کی دنیا میں اگر تمہارے چیتے کو کوئی آنکھ دکھا دے یا انگلی اٹھائے تو تم لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہو اس لئے نہ کہ وہ تمہارا چیتا و محبوب ہے پھر تم

نے یہ کیوں نہ سوچا کہ جس کو تم چہار سے زیادہ ذلیل یا گاؤں کا چودھری کہہ رہے ہو وہ محبوب خدا ہے، کیا تم قرآنی کو اپنے حق میں چیلنج کر رہے ہو کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تم تو اپنے محبوب کی حمایت میں کوہ آتش فشاں بن سکتے ہو اور غیرت خداوندی کو تمہاری دریدہ دہنی پر جنبش بھی نہ ہو سکے گی۔ اب بھی وقت ہے کہ تعصب و تنگ نظری کی گرد کو جھاڑ کر انصاف پسندی اور نیک نیتی سے ان کتابوں کا مطالعہ کرو اور چند علماء کے نشہ محبت میں سرشار ہونے کی بجائے اگر ممکن ہو تو کبھی عشق رسول ﷺ کی عینک لگا کر ان کتابوں کا مطالعہ کرو۔ ہو سکتا ہے توفیق الہی تمہارا ساتھ دے اور تم اپنی ہڈیوں اور یونیوں کو عذاب جہنم سے محفوظ رکھ سکو۔

اے پروردگار عالم! اب اس سے بڑھ کر قیامت کی اور کیا نشانی ہوگی کہ تیری خدائی میں ایسے سرکش اور باغی بھی ہیں جو تیرا رزق کھاتے ہیں اور تیرے ہی محبوب کو گالیاں دیتے ہیں؟ اے خالق کائنات! اب بات حد سے بڑھ چکی ہے، آج کھلے بندوں تیرے محبوب کے علم پاک کو جانوروں، پاگلوں، بہائم کے علم جیسا کہا جا رہا ہے۔ شیطان و ملک الموت کے علم کو نص قرآنی سے ثابت کیا جاتا ہے مگر محبوب کردگار کہ جس کے لئے گیتی کا فرش سجایا گیا جو وجہ تخلیق کائنات اور وجہ وجود کائنات ہیں کہ لئے علم غیب ماننے والوں کو مشرک کہا جاتا ہے۔ اے رب قدیر! یہ کیسا اندھیر ہے کہ نماز میں گائے، بیل کا خیال لانے سے تو نماز ہو جائے مگر تیرے پیارے محبوب سرکار دو عالم ﷺ کا خیال لانے سے نماز فاسد ہو جائے۔ اے مالک بحر و براہ یہ وقت تیرے محبوب کے جانثاروں پر کتنا کٹھن اور ان کی عقیدت اور محبت کا کیسا سنگین امتحان ہے کہ ہم جیتے جی تیرے محبوب کی بارگاہ بے کس پناہ میں گالیوں کی بوچھاڑ ہوتے دیکھ رہے ہیں آج نہ جانے کتنی ایسی رسوائے زمانہ کتابیں ہیں جن میں تیرے پیارے محبوب کی عظمت و تقدیس پر حملہ کیا گیا ہے اور نہ جانے

اسلامی لیبل پر کتنے اسٹیج ہیں جن پر دن دہائے ناموس رسالت کی بے حرمتی پر شعلہ بار تقریریں کی جاتی ہیں۔

کیسا دردناک سانحہ ہے کہ چند مولویوں کے علم و قلم کی لاج رکھنے کے لئے نہ صرف یہ کہ محبوب خدا کو گالیاں دی جاتی ہیں بلکہ کھڑوں مسلمانوں کے درمیان موجود اختلاف کی اس خلیج کو پاٹنے کی بجائے اور گہرا کیا جاتا ہے۔ کاش اے کاش کے یہ گردنیں جو آج اکڑ اکڑ کر محبوب کرمگاہ کو برا بھلا کہنے میں مصروف ہیں آستانہ نبوت پر جھک جاتیں۔

الحمد للہ ہمارا مسلک مسلک اہلسنت و جماعت افراط و تفریط اور غلو کی انتہا پسندی سے بالکل پاک و صاف ہے، پھر بھی آج کل کے بعض فتنہ پرور الٹا چور کو توڑال کو ڈانٹنے کے مصداق الزام لگاتے ہیں کہ علمائے اہلسنت بھی معاذ اللہ گستاخ رسول ہیں۔ آج ہم ساری دنیائے دیوبندیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ جہاں چاہے ہمارے اکابر کی عبارات کو بلا کسی تردد و تامل کے پیش کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے اکابر نے جو کچھ کہا ہے وہ یا تو قرآن کی تفسیر ہے، یا حدیث کی شرح ہے، یا پھر اقوال و افعال صحابہ سے اس کی دلیل ملتی ہے۔ علمائے دیوبند کی طرح شریعت میں من مانی تصرف نہیں کی اور نہ ہی بے پڑکی اڑائی ہے۔

ہمارے امام نے تو ہم کو یہ سکھایا ہے کہ جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ بھروہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظّم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرنا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا۔ نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیا ہو اور

تمہیں کیا بتائے اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو حجتہ اللہ قائم ہو چکی اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتائے نہیں آؤں گا۔ جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت..... یہ تو خدا اور رسول کی وصیت ہے جو مکین موجود ہیں سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔ (وصایا شریف صفحہ ۱۸) ہمارا اس کتاب میں علمائے دیوبند کا تذکرہ کرنے کا مطلب ان کی توصیف یا ستائش ہرگز نہیں بلکہ ہمارا مضمحلہ نظر دنیا کو یہ بتانا ہے کہ جس احمد رضا کو آج کل کے دہائی دیوبندی مشرک، کافر، بدعتی اور ناجائز کیا کیا کہتے ہیں ان کے اکابر اور ان کے گرد اس احمد رضا کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے۔ یہ ہمارے امام کی شان ہے کہ اپنے تو اپنے غیر اور غیر بھی ایسے کہ جو ہر وقت ہمارے امام کے مخیر و مخیر خواہ کے زیر عتاب رہتے تھے وہ بھی ہمارے امام کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

اپنے تو پھر اپنے ہیں اپنوں کا ذکر کیا
اغیار کی زباں پر بھی چرچا تمہارا ہے
الحمد للہ ہم آج بھی اپنے امام احمد رضا کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ اور رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی اور خلیل احمد البیہقوی جن پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”حسام الحرمین“ میں کفر کا فتویٰ صادر کیا ہے کو کافر مانتے ہیں۔ اور ان تمام دیوبندیوں کو جو کہ اپنے ان اکابر کی گستاخانہ عبارات پر مطلع ہونے کے باوجود انہیں اپنا پیشوا اور رہبر تسلیم کرتے ہیں گمراہ مانتے ہیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنت اس رسالے کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی ۴۶ ویں کڑی کے طور پر شائع کر رہی ہے جمعیت فاضل مصنف سے معذرت خواہ ہے کہ چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر اس رسالہ کی اشاعت مسلسل تعطل کا شکار ہوتی رہی ہم دعا کرتے

ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے و طفیل مصنف کی عمر میں علم میں رحمت و برکت عطا فرمائے اور انہیں تادیر اسی طرح مسلک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ قارئین کی سہولت کے لئے حوالہ جات کتاب کے آخر میں نقل کیے گئے ہیں۔

اے رب قدر! ہم تیرے امتحان کے قابل نہیں اپنی عجز و ناتوانی کا احساس رکھتے ہوئے ہم تیری بارگاہ عدالت میں عہد و بیان کرتے ہیں کہ ہم عمر کے آخری لمحہ تک تیرے اور تیرے رسول کے دشمنوں پر نفرت و ملامت کرتے رہیں گے اور ان کی ہر گستاخ و بے ادب تحریر و تقریر کا دندان شکن جواب دیتے رہیں گے تو ہمیں اس راہ میں استقلال و استحکام عطا فرما اور ہمارے سینے کو اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی محبت کا گنجینہ بنا دے۔

اے علیم و خبیر! تو دلوں کے بھید جاننے والا ہے، تو جانتا ہے کہ ہمارا یہ اختلاف ذریعہ زمین کی بنیاد پر نہیں، جائیداد یا دولت کے پیش نظر نہیں، محض تیرے محبوب کی بارگاہ میں وفاداری کا سوال ہے جو تیرا اور تیرے رسول کا ہے وہ ہمارے گلے کا ہار ہے اور جو تیرے مصطفیٰ کا باغی ہے اس سے ہمیں کوئی رشتہ و تعلق نہیں ہمارا تو یہ طرہ امتیاز ہے۔

اپنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے

ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تو پسند

سگان غوث و رضا

اراکین جمعیت اشاعت اہلسنت

پیش لفظ

از فاتح وہابیت جناب سید تبسم بادشاہ بخاری

یہ سوچ کر آنکھ سے اشک نہیں، قطرہ لبو ٹپک پڑتا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے معطر اور لہلہاتے گلشن پر چار جانب سے طرح طرح کی بد عقیدگی اور گمراہی و منکالت کی چلتی ہوئی بے محابا زہریلی ہوائیں اس کی بہاروں کو دھیرے دھیرے چاٹتی چلی جا رہی ہیں مگر اس کے باغیاں احساس تحفظ سے بے نیاز اور انجام سے بے خبر اپنی مصلحتوں کا شکار ہو کر چپ ساوھے اس کے اجڑنے کا نظارہ کر رہے ہیں۔ کچھ حضرات صلح کلیت کی بین بجا رہے ہیں جس کی مسودہ کن آواز پر معاندین کے بڑے بڑے "ناگ" جھومتے نظر آتے ہیں۔ ان صلح کل حضرات کے متبعین پر بھی جادو چل چکا ہے۔ اتحاد بین المسلمین اور فرقہ پرستی کا خاتمہ کر دینے کے نام نہاد علمبردار حلال و حرام ایک ہنڈیا میں پکانے کے درپے ہیں، خانقاہی نظام گھڑتا چلا جا رہا ہے۔ دولت کی ریل پیل ہے۔ تبلیغ ٹھپ ہے۔ صاحبزادگان و پیرزادگان (استغناء لازم) سنتوں کے تارک اور فرائض و واجبات سے غافل ہیں۔ انکساری و عاجزی کی جگہ کبر و غور نے لے لی ہے۔ صدق و اخلاص پر نمائش و نمود کا پردہ پڑتا جا رہا ہے۔ ایک طرف رافضیت کا عفریت جبرے کھولے گھات لگائے کھڑا ہے، دوسری طرف وہابیت کا ناگ بچن پھیلائے تاک میں بیٹھا ہے اور غیر مقلدیت و خارجیت کے جھینگر لباس منیت کو چائے کے لئے تیار ہیں، ادھر مرزائیت کے بے رحم بھیڑیے اس کو نکلنے کے لئے منہ کھولے پھر رہے ہیں۔ وہی سہی کسر جدید تعلیم کے دلدادگان نے نکال دی ہے جو اسلامی تعلیمات سے بیزار و متنفر ہیں اور قرآن و حدیث کی بنیادی تعلیمات کو "بنیاد پرستی" کا نام لے کر اس کو امت مسلمہ کے لئے (معاذ اللہ) زہر قرار دے رہے ہیں یہی وہ طوفان بد تمیزی ہے جہاں ایک مسلمان کو اپنا ایمان بچانا بھی مشکل ہو گیا ہے۔

اس دور کا سب سے بڑا اور خطرناک فتنہ دیوبندیت کا ہے جنہیں وہابی کہا جاتا ہے اس لئے کہ اس طبقہ نے بظاہر منیت ہی کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے یعنی ہم رنگ زمین جال بچھا رکھا ہے جس میں یہ بڑی آسانی سے اپنا شکار پھانس لیتے ہیں۔ ان کی سرکوبی

کے لئے ہر فرعون، راموسی کے مصداق اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے بریلی شریف کے اندر ایک مروج کا وجود مسود پیدا فرمایا جس نے ڈٹ کر ان کے باطل نظریات کی بیخ کنی کی اور حق کی تابانی و آبداری میں اضافہ کیا۔ علمی و دینی بصیرت سے بے بہرہ و نا آشنا طبقہ آج ان پر ناحق الزام تراشیوں میں مصروف ہے گویا چراغ مردہ نور آفتاب سے مصروف پیکار ہے۔

صد حیف! کہ جس امام اہل سنت کی دھاک عرب و عجم میں بیٹھی ہوئی ہے، جس کی زندگی ایک لمحہ عشق مصطفیٰ ﷺ میں بسر ہوئی ۱۲۰۰ سے بے دھڑک مشرک اور بدعتی کہہ دیا جاتا ہے۔ ذریعہ نظر مقالہ ایسے ہی لوگوں کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔ یہ مقالہ محترم جناب سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ کی ضخیم کتاب ”امام احمد رضا خالفتین کی نظریات“ کا ایک باب ہے۔ انھوں نے سن ۱۹۸۶ء میں یہ کتاب ترتیب دی اس پر ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب (ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی) نے تقدیم رقم فرمائی۔ یہ تقدیم آپ کی تصنیف آئینہ رضویات جلد اول مطبوعہ کراچی سن ۱۹۸۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔

مصنف نے کتاب پر نظر ثانی کرتے ہوئے کچھ مزید اضافہ کیا اور اس کو پندرہ ابواب میں تقسیم کر کے دوبارہ مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ کی خدمت میں ارسال کر دی تاکہ تقدیم پر بھی نظر ثانی ہو جائے۔ آپ نے تقدیم پر نظر ثانی فرماتے ہوئے کتاب کی اہمیت اور واضح کر دی (یہ تقدیم ہنوز غیر مطبوعہ ہے)۔ کتاب کے اس باب ”امام احمد رضا علمائے دیوبند کی نظریات“ کو ادارائے تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے اپنے سالنامہ معارف رضا سن ۱۹۹۱ء کے انٹرنیشنل ایڈیشن کی زینت بنایا۔ اس کے علاوہ ماہنامہ ”القول المدید“ لاہور نے اس مقالے کو قسط وار اہل علم کے ہاتھوں تک پہنچایا۔ ماہنامہ ”نور الحیب“ بصیر پور (اوکاڑہ) نے بھی قسط وار اہل علم کے ہاتھوں تک پہنچایا۔

ماہنامہ ”نور الحیب“ کے مدیر آباد اکسن (انڈیا) کے ریسرچ اسکالر جناب عتیق اقبال صاحب نے اس مقالے کی تفصیل روزنامہ رہنمائے دکن حیدر آباد (انڈیا) ۱۳ اگست سن ۱۹۹۲ء کی نمبر ۱۱۱۱ میں شائع کر دی۔

مقالے کی اہمیت کے پیش نظر دوبارہ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان اب اس کو کتابی صورت میں قارئین کی نذر کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش و سعی کو قبولیت کے درجے سے ہمکنار فرمائے۔

مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے ”شباب ثاقب“ میں ’فردوس شاہ قصوری نے ”چراغ سنت“ میں ’ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی دیوبندی نے ”مطالعہ بریلویت“ میں ’اسی طرح مختلف رسائل دھاکہ چل مسئلہ وغیرہ میں دیانت و شرافت سے بے نیاز ہو کر امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر مختلف قسم کے الزامات ناحق عائد کئے گئے ہیں۔ ذریعہ نظر مقالہ میں دیوبندی مذہب کی تقریباً ۵۶ اہم شخصیات کے تاثرات سے تمام الزامات بے بنیاد ثابت ہو کر خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔ اور روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی امام احمد رضا بریلوی فقہ حنفیہ ہی کے پیروکار تھے، وہ صرف ”دشمن احمد پر شدت کہتے“ کے قائل تھے، تکفیر کے معاملہ میں بے حد محتاط تھے، انگریزوں کے سخت مخالف تھے، انھوں نے فتنہ رفض کے اسداد میں بہت موثر کام کیا، ان کا ترجمہ قرآن اپنے ہم عصر مترجمین کے ترجموں سے کہیں بہتر اور افضل ہے، عشق رسول اللہ ﷺ نے ان کو علمی و دینی اور فکر و فن کے بے شمار پہلوؤں کی بلندیوں پر پہنچایا، وہ حرمت سجدہ تعظیمی کے قائل تھے (اس موضوع پر انھوں نے ایک کتاب (الزبدۃ الزکیہ) تحریر جو التبیہ تصنیف فرمائی) خالفتین کا یہ کہنا کہ ”ان کے استاد قادیانی تھے“ یہ کذابوں کا بہت بڑا کذب ہے قادیانیت کے رد میں آپ کی کتب شاہد عدل ہیں، اور ان تاثرات سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی درحقیقت وہ بدعات و منکرات کا ردِ مبلغ فرمانے والے تھے، لہذا ان پر تمام الزام تراشیاں محض کسی اور معاندانہ جذبے کے تحت ہیں۔

اختتام گفتگو پر حیر کا امام اہل سنت غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ کی ایک عبارت نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں :

”دیوبندی مبلغین و مناظرین اعلیٰ حضرت مولینا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم خیال علماء کی بعض عبارات بزرگم خود قابل اعتراض قرار دے کر پیش کیا کرتے ہیں۔ اس کے متعلق سردست اتنا عرض کر دیتا کافی ہے کہ اگر نی

الواقع علماء اہلسنت کی تکفیر کرتے جیسا کہ علمائے اہل سنت نے علمائے دیوبند کی عبارات کفریہ کی وجہ سے تکفیر فرمائی۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ دیوبندیوں کا کوئی عالم آج تک اعلیٰ حضرت یا ان کے ہم خیال علماء کی کسی عبارت کی وجہ سے تکفیر نہ کر سکا نہ کسی شرعی قباحت کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو باجائز قرار دے سکا۔ (الحق المبین صفحہ ۳۵، مکتبہ فریدیہ، ساہیوال)

قارئین اس بات کو خوب یاد رکھیں کہ صریح کفریہ عبارت کی موجودگی میں فتویٰ کفر عائد نہ کرنا احتیاط ہرگز نہیں بلکہ احتیاط یہی ہے کہ صریح کفریہ عبارت پر فتویٰ کفر دیا جائے ورنہ بقول مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی درہنگی فتویٰ نہ دینے والا عالم خود کافر ہو جاتا ہے۔ (دیکھئے ”اشد العذاب“)

اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے طفیل گمراہوں کو ہدایت بخشنے اور ہم سب اہل ایمان کو صراطِ مستقیم پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

احقر العباد تبسم بخاری عفی عنہ

۸ محرم الحرام سن ۱۴۱۵ھ

۱۹ جون سن ۱۹۹۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام احمد رضا بریلوی علمائے دیوبند کی نظر میں

ستم ظریفی کی انتہا ہے اعلیٰ حضرت مولانا محمد احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ دنیائے اسلام کی جتنی عظیم الشان شخصیت تھی اتنا ہی زیادہ ظلم اور ناانصافی ان کے ساتھ روا رکھی گئی۔

اس ظلم اور ناانصافی میں نہ صرف بیگانے بلکہ اپنے بھی برابر کے شریک ہیں۔ بیگانوں کے ظلم و ستم کا شکار کون نہیں ہوتا، مگر رونا اور افسوس تو اپنوں کے ظلم و ستم کا ہے۔ اپنوں نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سے اپنی عقیدت و محبت کا دعویٰ تو کیا مگر آپ کا عوام و خواص میں کماحقہ تعارف نہ کرایا اور اگر مختصر تعارف کرایا بھی تو ایسا نہ کرایا جو وقت اور زمانے کا اقتضا تھا۔ ان پر کتابیں لکھنا تو درکنار خود ان کی اپنی تصانیف بھی زیور طباعت سے آراستہ کر کے منصفہ شہود پر نہ لائی گئیں۔ الغرض اپنوں کی خاموشی کے ماحول نے بیگانوں کے لئے فضا اور سازگار بنا دی، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو جتنا بڑا ہوتا ہے اس کے مخالفین بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں چنانچہ مخالفین نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی علمی شخصیت کو مسخ کرنے کی ایک منظم تحریک چلا دی۔ آپ کا صحیح حلیہ اور علمی و فقہی شجرہ طاق لسیان میں رکھ کر تہمتوں، دشنام طرازیوں اور بے بنیاد الزامات کے انبار لگا دئے۔ مشہور کیا گیا کہ وہ ایک نئے فرقے کے بانی تھے، وہ مکفر المسلمین تھے، انہوں نے بدعتوں کو عام کیا، وہ انگریزوں کے ایجنٹ تھے وغیرہ وغیرہ۔

صرف الزامات ہی پر صبر نہیں کیا گیا بلکہ دل کھول کر اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ پر سب و شتم اور گالیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ ایک مشہور دیوبندی عالم نے تو اپنی ایک کتاب میں چھ سو چالیس گالیاں لکھ کر اور شائع کر کے گالیوں کا عالمی ریکارڈ قائم کر لیا۔ (۱۶)

اس طرح اعلیٰ حضرت کی عظیم عبقری شخصیت اپنوں کی سرد مری اور اغیار کے عناد و حسد کا شکار ہو کر رہ گئی۔ آپ کی علمی کاوشوں پر دبیز پردے پڑتے چلے گئے۔ بد گمانیوں اور الزام تراشیوں کے غبار میں نا آشنا قسم کے اہل علم تک آپ کی شخصیت

مشتبہ ہو کر پہنچی۔ یہی وجہ اور المیہ ہے کہ اہل علم چودھویں صدی کی جامع العلوم و الکمالات اور سچے عاشق رسول ﷺ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے حق میں کلمہ خیر کہنا تو کچا سنا بھی پسند نہیں کرتے تھے بلکہ متنفر ہو جاتے تھے۔ آپ کے مخالفین خوشی سے جامہ میں پھولے نہ ساتے تھے کہ ہم نے اس عظیم عبقری شخصیت کے فضائل و مناقب کو زائل کر کے ان کے عظیم کارناموں پر پانی پھیر کر ایک عظیم کام سرانجام دیا ہے۔

اپنے حیران و پریشان ہوئے کہ ہم نے اپنی عظیم شخصیت کو کیوں نظر انداز کیا؟ ان کے دینی، علمی، فکری اور فنی کارناموں سے دنیائے اسلام کو کیوں نہ متعارف کرایا؟ ہم نے یہ سراسر نا انصافی اور ظلم کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ جیسی مظلوم اور کشتہ اغیار شخصیت کے وصال با کمال کے تقریباً ۵۵ برس بعد اپنے خواب غفلت سے بیدار ہوئے کہ جب تک اعلیٰ حضرت کے اصل علمی کارنامے اور آپ کے بادی میدان کا تعین نہ کیا جائے اس وقت تک آپ کی زندگی اور کارناموں کو سمجھنا بے حد دشوار ہے۔

مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ عالی، فخر السادات علامہ سید ریاست علی قادری مدظلہ عالی، حکیم اہل سنت حکیم موسیٰ امرتسری مدظلہ عالی اور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں مدظلہ عالی (سرپرست المیزان بمبئی) اور چند دیگر علمائے کرام نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ جیسی جامع الصفات شخصیت کو جس احسن انداز سے متعارف کرایا ہے پوری دنیائے اسلام ان کی احسان مند ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہزار بار بھی اگر انکار کیا جائے اور زبان بندی کی کوشش کی جائے تو یہ عین ممکن ہے کہ زبانوں پر تالے چڑھا دیے جائیں لیکن حقیقتوں کو انکار سے بدلا نہیں جاسکتا وقتی طور پر پردہ ڈالنے میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے لیکن دیر تہ چڑھانے کے باوجود بھی واقعات و حقائق کو مٹایا نہیں جاسکتا۔ مخالفین کے کمرہ پروپیگنڈہ کے باوجود حقیقت نہ مٹ سکی اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلاف شرک و بدعت کے الزامات بے سرو پا افسانے معلوم ہوئے۔ اب تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل و کرم سے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ پر کام کی رفتار پورے عروج پر

ہے۔ ملک و بیرون ملک محققین برابر متوجہ ہو رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر کی بیس سے زائد یونیورسٹیوں میں کام ہو رہا ہے۔ بعض جگہ علمی و تحقیقی کام ہو چکا ہے اور کئی اسکالرز اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر پی ایچ ڈی کر چکے ہیں اور کئی کر رہے ہیں۔ (۲۶)

الحمد للہ آج دنیا کا گوشہ گوشہ ذکر رضا قدس سرہ سے معمور ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سینکڑوں تصانیف نبی آب و تاب کے ساتھ منظر عام پر آ رہی ہیں۔ اہل علم ان کتابوں سے راہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی شخصیت، احوال اور آپ کے علوم و فنون پر ہزاروں کتابیں چھپ کر پھیل رہی ہیں، رسائل و اخبارات کے خصوصی نمبر امام اہل سنت قدس سرہ کو ہدیہ تحسین پیش کرنے میں پیش پیش ہیں۔

مخالفین درط حیرت میں پڑ گئے کہ ہم نے تو کمرہ پروپیگنڈہ سے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی عظمت و رفعت کا نام و نشان مٹا دیا تھا، ان کے علم و فضل کا چرچا از سر نو شروع ہو گیا ہے اور دنیا کے تقریباً ہر کونے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حیات و افکار پر اب تک ایک ہزار سے زائد مقالے و مضامین اخبارات و رسائل کی زینت بن چکے ہیں۔ (۳۶)

۱۹۸۳ء تک تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد مقالات و مضامین علیحدہ کتابی صورت میں منصفہ شہود پر آچکے تھے۔ اور اب تو آپ پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد ہزار سے بھی تجاوز کر چکی ہوگی۔ (۴۶)

مختصر عرصہ میں آپ پر اتنی تیزی سے اتنا کچھ لکھا گیا کہ اس کا احاطہ کرنا محال ہے ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ بہت تحقیق ہوئی ہے اور ہو رہی ہے، تحقیق و تدقیق کی اس دوڑ میں کئی حیرت انگیز معلومات معرض وجود میں آئی ہیں۔ بیس سال پہلے تحقیق سے معلوم ہوا تھا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ۵۵ علوم و فنون پر مہارت رکھتے تھے، مزید تحقیق سے یہ پتہ چلا کہ آپ ۷۰ سے بھی زیادہ علوم پر مہارت رکھتے تھے اور اب جدید تحقیق اثیق سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ۱۰۳ علوم و فنون پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ (۵۶)

ہر علم و فن پر آپ کی ایک ہزار سے زائد مبسوط تصانیف موجود ہیں، تمام تصانیف علوم و معارف کا سرچشمہ ہیں، بلا خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ ان چند باکمال، بے مثال بزرگان ملت اور صاحب عرفان اکابر میں سے ایک تھے جو کئی صدیوں بعد ہی کسی ملک میں پیدا ہوتے ہیں اور جن کے فیوض و برکات سے عوام و خواص تاقیامت مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

بلاشبہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ چودھویں صدی کے وہ رجل رشید ہیں جن پر دنیائے اسلام کو بھرپور اعتماد اور کامل غرور ناز تھا، آپ کی حق گوئی، بے باکی، احیاء سنت اور امانت بدعت ایسی گراں قدر خدمات ہیں جو ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کی جامعیت اور پیلودار شخصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے ماہر رضویات مسعود ملت پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ فرماتے ہیں۔

”امام احمد رضا قدس سرہ کی شخصیت پیلودار شخصیت ہے، ایسی پیلودار شخصیت انیسویں اور بیسویں صدی عیسویں میں نظر نہیں آتی..... وہ مفسرین کے لئے بھی قائد..... وہ محدثین کے لئے بھی قائد..... وہ فقہاء کے لئے بھی قائد..... وہ علماء کے لئے بھی قائد..... وہ سیاستدانوں کے لئے بھی قائد..... وہ معاشین کے لئے بھی قائد..... وہ محققین کے لئے بھی قائد..... وہ ادیبوں کے لئے بھی قائد..... وہ شعراء کے لئے بھی قائد..... وہ مزدوروں کے لئے بھی قائد..... وہ غریبوں کے لئے بھی قائد ہیں۔ الغرض ان کی شخصیت ہر شعبہ زندگی پر چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شعبہ زندگی اور ہر مسلک فکر سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں دانشوروں نے امام احمد رضا قدس سرہ کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔“ (۶۶)

آپ کے فضائل علیہ کو پہلے ہی عرب و عجم کے نامور علمائے کرام نے تسلیم کر لیا تھا اور آپ کے حضور شاندار خراج عقیدت پیش کیا تھا۔ (۶۷)

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی علمی و روحانی شخصیت سے دینداروں کو ہٹا کر آپ کے علمی کارناموں کو جب انہوں سے نکال کر بیگانوں تک پہنچایا گیا تو وہ بھی حیران و ششدر رہ گئے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عظمت کو تسلیم کر لیا، تحسین کی نگاہ سے دیکھا، ہر مکتبہ فکر کے علماء، ادباء اور شعراء نے آپ کو عظیم القاب سے نوازا۔ تحقیق

کے مطابق نہ صرف انہوں بلکہ غیروں مثلاً جماعت اسلامی، دیوبندی، اہل حدیث، اہل تشیع اور غیر مسلم مفکرین نے بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عبقری شخصیت کے دینی، علمی اور فکری و فنی کارناموں کو سراہا اور آپ کے حضور شاندار خراج تحسین پیش کیا۔

اپنے تو پھر بھی اپنے ہیں انہوں کا ذکر کیا
اغیار کی زبان پہ بھی شہرہ تمہارا ہے
پیش نظر مقالے میں چند آثار و خیالات علمائے دیوبند کے بطور نمونہ پیش از
خودارے پیش کئے جا رہے ہیں جن سے ہر منصف مزاج، حق شناس پر اعلیٰ حضرت
قدس سرہ کی حقانیت و صداقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

دیوبندی حضرات کی خدمت میں دردمندانہ اپیل ہے کہ دل سے بغض و عناد کے
جلتے انگاروں کو اور تعصب و تنگ نظری کی بلا کو ذہن سے نکال کر اپنے اکابرین کے
قلمی کارناموں کا مطالعہ بنظر انصاف کریں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی عظیم شخصیت
کو بدنام کرنے سے باز رہیں۔

اگر انصاف دنیا سے رخصت نہیں ہوا تو ملت اسلامیہ کے حاس طبقہ، علم دوست
اور اہل دیانت سے نہایت ہی جگر سوزی کے ساتھ گزارش ہے کہ وہ تاریخ کے اس
مظلوم اور کشتہ اغیار عبقری کے ساتھ انصاف کریں۔

اس مقالے میں میری حیثیت صرف مرتب کی ہے۔ میں نے اس کی تشریحات و
توضیحات میں جانے کی بالکل کوشش نہیں کی اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔
علمائے دیوبند کے آثار و خیالات چشم حیرت سے پڑھنے کے قابل ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی

مولانا غلام یزدانی صاحب (فاضل مدرسہ مظاہر العلوم سارنپور انڈیا) خطیب جامع
مسجد گوندل منڈی انک نے راقم الحروف کو مولانا اشرف علی تھانوی کا واقعہ سنایا تھا کہ
حضرت کی محفل میں کسی آدمی نے بر سیل تذکرہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کا
نام بغیر مولانا صرف احمد رضا خان کہا تو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے اسے
خوب ڈانٹا اور تھاہو کر فرمایا کہ وہ عالم ہیں اگرچہ اختلاف رائے ہے۔ تم منصب کی
بے احترامی کرتے ہو یہ کس طرح جائز ہے۔ ان کی توہین اور بے ادبی کیونکر جائز ہے؟

نوٹ : بالکل اس سے ملتا جلتا بیان قاری محمد طیب نے اپنے مقالے ”علمائے کرام کی تذلیل کی صورت میں جائز نہیں“ کے صفحہ نمبر ۵ پر لکھا ہے (۸۶۶)

حضرت والا (تھانوی صاحب) کا مزاج باوجود احتیاط فی المسک کے اس قدر وسیع اور حسن ظن لئے ہوئے ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی (قدس سرہ) کے بھی برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر دیر تک حمایت فرمایا کرتے تھے اور شد و مد کے ساتھ رد فرمایا کرتے تھے کہ ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول (ﷺ) ہی ہو اور وہ غلط فہمی سے ہم لوگوں کو نعوذ باللہ گستاخ سمجھتے ہوں۔ (۶۶)

(۹)

حضرت مولانا احمد رضا خان مرحوم و مغفور کے وصال کی اطلاع حضرت تھانوی کو ملی تو حضرت نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا :

”فاضل بریلوی نے ہمارے بعض بزرگوں یا ناچیز کے بارے میں جو فتوے دیے ہیں وہ حب رسول (ﷺ) کے جذبے سے مغلوب و مجرب ہو کر دیے ہیں اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ عند اللہ معزز اور مرحوم و مغفور ہوں گے۔ میں اختلاف کی وجہ سے خدا نخواستہ ان کے متعلق تعذیب کی بدگمانی نہیں کرتا۔“ (۱۰۶)

مولانا تھانوی نے فرمایا : میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول (ﷺ) کی بنا پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔ (چٹان لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۶۲) (۱۱۶)

مفتی محمد حسن صاحب

محمد ہاء الحق قاسمی عرض کرتا ہے کہ میرے شفیق استاد مولانا مفتی محمد حسن صاحب خلیفہ اعظم حضرت تھانوی نے بار بار مجھ سے فرمایا کہ حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔ (۱۲۶)

مفتی محمد شفیع کراچی

ایک واقعہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا فرمایا : جب حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی وفات ہوئی تو مولانا اشرف علی

تھانوی کو کسی نے آکر اس کی اطلاع کی، مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیے جب وہ دعا کر چکے تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں، فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول (ﷺ) کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (۱۳۶)

مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی

اس میں کلام نہیں کہ مولانا احمد رضا خان کا علم بہت وسیع تھا (ہفت روزہ ”جہوم“ نئی دہلی امام احمد رضا نمبر ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء صفحہ ۶ ک ۴) (۱۳۶)

مولوی محمد ادریس کاندھلوی

میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم و مغفور سے لیا ہے، کبھی کبھی اعلیٰ حضرت کا ذکر آجاتا تو مولانا کاندھلوی فرمایا کرتے۔ ”مولوی صاحب!“ (اور یہ مولوی صاحب ان کا تمکیم کلام تھا) مولانا احمد رضا خان کی بخشش تو انہی فتوؤں کے سبب ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ احمد رضا خان! تمہیں ہمارے رسول (ﷺ) سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا تو نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول (ﷺ) کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی“ (۱۵۶)

مولوی اعجاز علی دیوبندی

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہم دیوبندی ہیں اور بریلوی علم و عقائد سے ہمیں کوئی تعلق نہیں مگر اس کے باوجود بھی یہ احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خان بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خان کو جسے ہم آج تک کافر، بدعتی اور مشرک کہتے رہے ہیں، بہت وسیع النظر اور بلند خیال، علو ہمت، عالم دین صاحب فکر و نظر پایا ہے۔ آپ کے دلائل قرآن و سنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں لہذا میں آپ کو مشورہ دوں

گا اگر آپ کو کسی مشکل مسئلہ جات میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں جا کر مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی سے جا کر تحقیق کریں۔ (رسالہ النور تھانہ بھون ص ۲۰ شوال المکرم ۱۳۳۲ھ) (۱۶ ☆)

مولوی شبیر احمد عثمانی

مولانا احمد رضا خان کو تکفیر کے جرم میں برا کرنا بہت ہی برا ہے کیونکہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے مولانا احمد رضا خان کی رحلت عالم اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ (رسالہ ہادی دیوبند ص ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ) (۱۷ ☆)

مولوی محمد انور شاہ کشمیری

جب ہندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث کی شروح لکھ رہا تھا تو حسب ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت درپیش آئی تو میں نے شیخہ حضرات و اہل حدیث حضرات و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا۔ بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہو گیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں تو واقعی بریلوی حضرات کے سرگروہ عالم مولانا احمد رضا خان صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خان صاحب ایک زبردست عالم دین اور قیہ ہیں۔ (رسالہ دیوبند ص ۲۱ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ) (۱۸ ☆)

قاضی اللہ بخش

لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں مقیم مولوی قاضی اللہ بخش صاحب فرماتے ہیں کہ ”جب میں دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا تھا تو ایک موقع پر حاضر و ناظر کی نفی میں مولوی انور شاہ کشمیری صاحب نے تقریر فرمائی۔ کسی نے کہا کہ مولانا احمد رضا خان تو کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ حاضر و ناظر ہیں، مولوی انور شاہ کشمیری نے ان سے نہایت سنجیدگی کے ساتھ فرمایا کہ پہلے احمد رضا تو بنو پھر یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔“ (۱۹ ☆)

مولوی سید سلیمان ندوی

اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا صاحب بریلوی کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ کی خیرہ ہو کر رہ گئیں، حیران تھا کہ واقعی یہ کتابیں مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں مگر آج پتہ چلا کہ نہیں ہرگز نہیں یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکار اور شاہکار نظر آتے ہیں۔ جس قدر مولانا مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے اس قدر گہرائی تو میرے استاد مکرم جناب مولانا شبلی صاحب اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ المنصور علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں کے اندر ہے (ماہنامہ ندوہ اگست ۱۹۱۳ء ص ۱۷) (۲۰ ☆)

مولوی محمد شبلی نعمانی

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت ہی متشدد ہیں مگر اس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا خان صاحب کے سامنے پرکاش کی بھی حیثیت نہیں رکھتے اس احقر نے بھی آپ کی متعدد کتابیں دیکھیں ہیں جن میں احکام شریعت اور دیگر کتابیں بھی دیکھیں ہیں اور نیز یہ کہ مولانا کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ ”الرضا“ بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قطعیں بغور غور دیکھیں ہیں جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ (رسالہ الندوہ اکتوبر ۱۹۱۳ء ص ۱۷) (۲۱ ☆)

مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی

اگر خان صاحب (اعلیٰ حضرت) کے نزدیک علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے، جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا، اگر وہ مرزا اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں خواہ وہ لاہوری ہوں یا دہلی (قادیانی) وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو

کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (۲۲ ☆)

مولوی ابوالکلام آزاد

مولانا احمد رضا خان ایک سچے عاشق رسول ﷺ گذرے ہیں۔ میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ان سے توہین نبوت ہو۔ (تحقیقات از مفتی شریف الحق امجدی مکتبہ المحیب مسجد اعظم الہ آباد) (۲۳ ☆)

شاہ معین الدین ندوی

مولانا احمد رضا خان مرحوم صاحب علم و نظر علماء و مصنفین میں تھے۔ دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر ان کی نظر وسیع و گہری تھی، مولانا نے جس قدر نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جوابات تحریر فرمائے ہیں اس سے ان کی جامعیت، علمی بصیرت، قرآنی استحضار، ذہانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے، ان کے عالمانہ و محققانہ فتاویٰ مخالف و موافق ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں (ماہنامہ معارف اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۳۹ء) (۲۴ ☆)

غلام رسول مہر

احتیاط کے باوجود نعت کو کمال تک پہنچانا واقعی اعلیٰ حضرت کا کمال ہے۔ (۱۸۵۷ء کے مجاہد ص ۲۱) (۲۵ ☆)

عطاء اللہ شاہ بخاری

تحریک ختم نبوت کے دوران قاسم باغ قلعہ کنہ ملتان میں ایک جلسہ عام سے امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے خطاب کرتے ہوئے واشکاف الفاظ میں فرمایا :

بھائی یہ بات ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب قادری کا دماغ عشق رسول ﷺ سے معطر تھا اور اس قدر غیور آدمی تھے کہ ذرہ برابر بھی توہین الہیت و رسالت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے، پس جب انہوں نے ہمارے علمائے دیوبند کی کتابیں دیکھیں تو ان کی نگاہ علمائے دیوبند کی بعض ایسی عبارات پر پڑیکہ جن میں سے انہیں توہین رسول ﷺ کی بو آئی۔

اب انہوں نے محض عشق رسول ﷺ کی بناء پر ہمارے ان دیوبندی

علماء کو کافر کہہ دیا اور وہ یقیناً اس میں حق بجانب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں۔ آپ بھی سب مل کر کہیں ”مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ“ سامعین سے کئی مرتبہ ”رحمتہ اللہ علیہ“ کے دعائیہ کلمات کہلوائے۔ (۲۶ ☆)

مولوی حسین علی واں پھروی

مولانا محمد منظور نعمانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولانا (حسین علی واں پھروی) ۱۳۰۱ھ، ۱۳۱۶ھ، ۱۳۲۱ھ، ۱۳۲۶ھ، ۱۳۳۱ھ، ۱۳۳۶ھ، ۱۳۴۱ھ، ۱۳۴۶ھ، ۱۳۵۱ھ، ۱۳۵۶ھ، ۱۳۶۱ھ، ۱۳۶۶ھ، ۱۳۷۱ھ، ۱۳۷۶ھ، ۱۳۸۱ھ، ۱۳۸۶ھ، ۱۳۹۱ھ، ۱۳۹۶ھ، ۱۴۰۱ھ، ۱۴۰۶ھ، ۱۴۱۱ھ، ۱۴۱۶ھ، ۱۴۲۱ھ، ۱۴۲۶ھ، ۱۴۳۱ھ، ۱۴۳۶ھ، ۱۴۴۱ھ، ۱۴۴۶ھ، ۱۴۵۱ھ، ۱۴۵۶ھ، ۱۴۶۱ھ، ۱۴۶۶ھ، ۱۴۷۱ھ، ۱۴۷۶ھ، ۱۴۸۱ھ، ۱۴۸۶ھ، ۱۴۹۱ھ، ۱۴۹۶ھ، ۱۵۰۱ھ، ۱۵۰۶ھ، ۱۵۱۱ھ، ۱۵۱۶ھ، ۱۵۲۱ھ، ۱۵۲۶ھ، ۱۵۳۱ھ، ۱۵۳۶ھ، ۱۵۴۱ھ، ۱۵۴۶ھ، ۱۵۵۱ھ، ۱۵۵۶ھ، ۱۵۶۱ھ، ۱۵۶۶ھ، ۱۵۷۱ھ، ۱۵۷۶ھ، ۱۵۸۱ھ، ۱۵۸۶ھ، ۱۵۹۱ھ، ۱۵۹۶ھ، ۱۶۰۱ھ، ۱۶۰۶ھ، ۱۶۱۱ھ، ۱۶۱۶ھ، ۱۶۲۱ھ، ۱۶۲۶ھ، ۱۶۳۱ھ، ۱۶۳۶ھ، ۱۶۴۱ھ، ۱۶۴۶ھ، ۱۶۵۱ھ، ۱۶۵۶ھ، ۱۶۶۱ھ، ۱۶۶۶ھ، ۱۶۷۱ھ، ۱۶۷۶ھ، ۱۶۸۱ھ، ۱۶۸۶ھ، ۱۶۹۱ھ، ۱۶۹۶ھ، ۱۷۰۱ھ، ۱۷۰۶ھ، ۱۷۱۱ھ، ۱۷۱۶ھ، ۱۷۲۱ھ، ۱۷۲۶ھ، ۱۷۳۱ھ، ۱۷۳۶ھ، ۱۷۴۱ھ، ۱۷۴۶ھ، ۱۷۵۱ھ، ۱۷۵۶ھ، ۱۷۶۱ھ، ۱۷۶۶ھ، ۱۷۷۱ھ، ۱۷۷۶ھ، ۱۷۸۱ھ، ۱۷۸۶ھ، ۱۷۹۱ھ، ۱۷۹۶ھ، ۱۸۰۱ھ، ۱۸۰۶ھ، ۱۸۱۱ھ، ۱۸۱۶ھ، ۱۸۲۱ھ، ۱۸۲۶ھ، ۱۸۳۱ھ، ۱۸۳۶ھ، ۱۸۴۱ھ، ۱۸۴۶ھ، ۱۸۵۱ھ، ۱۸۵۶ھ، ۱۸۶۱ھ، ۱۸۶۶ھ، ۱۸۷۱ھ، ۱۸۷۶ھ، ۱۸۸۱ھ، ۱۸۸۶ھ، ۱۸۹۱ھ، ۱۸۹۶ھ، ۱۹۰۱ھ، ۱۹۰۶ھ، ۱۹۱۱ھ، ۱۹۱۶ھ، ۱۹۲۱ھ، ۱۹۲۶ھ، ۱۹۳۱ھ، ۱۹۳۶ھ، ۱۹۴۱ھ، ۱۹۴۶ھ، ۱۹۵۱ھ، ۱۹۵۶ھ، ۱۹۶۱ھ، ۱۹۶۶ھ، ۱۹۷۱ھ، ۱۹۷۶ھ، ۱۹۸۱ھ، ۱۹۸۶ھ، ۱۹۹۱ھ، ۱۹۹۶ھ، ۲۰۰۱ھ، ۲۰۰۶ھ، ۲۰۱۱ھ، ۲۰۱۶ھ، ۲۰۲۱ھ، ۲۰۲۶ھ، ۲۰۳۱ھ، ۲۰۳۶ھ، ۲۰۴۱ھ، ۲۰۴۶ھ، ۲۰۵۱ھ، ۲۰۵۶ھ، ۲۰۶۱ھ، ۲۰۶۶ھ، ۲۰۷۱ھ، ۲۰۷۶ھ، ۲۰۸۱ھ، ۲۰۸۶ھ، ۲۰۹۱ھ، ۲۰۹۶ھ، ۲۱۰۱ھ، ۲۱۰۶ھ، ۲۱۱۱ھ، ۲۱۱۶ھ، ۲۱۲۱ھ، ۲۱۲۶ھ، ۲۱۳۱ھ، ۲۱۳۶ھ، ۲۱۴۱ھ، ۲۱۴۶ھ، ۲۱۵۱ھ، ۲۱۵۶ھ، ۲۱۶۱ھ، ۲۱۶۶ھ، ۲۱۷۱ھ، ۲۱۷۶ھ، ۲۱۸۱ھ، ۲۱۸۶ھ، ۲۱۹۱ھ، ۲۱۹۶ھ، ۲۲۰۱ھ، ۲۲۰۶ھ، ۲۲۱۱ھ، ۲۲۱۶ھ، ۲۲۲۱ھ، ۲۲۲۶ھ، ۲۲۳۱ھ، ۲۲۳۶ھ، ۲۲۴۱ھ، ۲۲۴۶ھ، ۲۲۵۱ھ، ۲۲۵۶ھ، ۲۲۶۱ھ، ۲۲۶۶ھ، ۲۲۷۱ھ، ۲۲۷۶ھ، ۲۲۸۱ھ، ۲۲۸۶ھ، ۲۲۹۱ھ، ۲۲۹۶ھ، ۲۳۰۱ھ، ۲۳۰۶ھ، ۲۳۱۱ھ، ۲۳۱۶ھ، ۲۳۲۱ھ، ۲۳۲۶ھ، ۲۳۳۱ھ، ۲۳۳۶ھ، ۲۳۴۱ھ، ۲۳۴۶ھ، ۲۳۵۱ھ، ۲۳۵۶ھ، ۲۳۶۱ھ، ۲۳۶۶ھ، ۲۳۷۱ھ، ۲۳۷۶ھ، ۲۳۸۱ھ، ۲۳۸۶ھ، ۲۳۹۱ھ، ۲۳۹۶ھ، ۲۴۰۱ھ، ۲۴۰۶ھ، ۲۴۱۱ھ، ۲۴۱۶ھ، ۲۴۲۱ھ، ۲۴۲۶ھ، ۲۴۳۱ھ، ۲۴۳۶ھ، ۲۴۴۱ھ، ۲۴۴۶ھ، ۲۴۵۱ھ، ۲۴۵۶ھ، ۲۴۶۱ھ، ۲۴۶۶ھ، ۲۴۷۱ھ، ۲۴۷۶ھ، ۲۴۸۱ھ، ۲۴۸۶ھ، ۲۴۹۱ھ، ۲۴۹۶ھ، ۲۵۰۱ھ، ۲۵۰۶ھ، ۲۵۱۱ھ، ۲۵۱۶ھ، ۲۵۲۱ھ، ۲۵۲۶ھ، ۲۵۳۱ھ، ۲۵۳۶ھ، ۲۵۴۱ھ، ۲۵۴۶ھ، ۲۵۵۱ھ، ۲۵۵۶ھ، ۲۵۶۱ھ، ۲۵۶۶ھ، ۲۵۷۱ھ، ۲۵۷۶ھ، ۲۵۸۱ھ، ۲۵۸۶ھ، ۲۵۹۱ھ، ۲۵۹۶ھ، ۲۶۰۱ھ، ۲۶۰۶ھ، ۲۶۱۱ھ، ۲۶۱۶ھ، ۲۶۲۱ھ، ۲۶۲۶ھ، ۲۶۳۱ھ، ۲۶۳۶ھ، ۲۶۴۱ھ، ۲۶۴۶ھ، ۲۶۵۱ھ، ۲۶۵۶ھ، ۲۶۶۱ھ، ۲۶۶۶ھ، ۲۶۷۱ھ، ۲۶۷۶ھ، ۲۶۸۱ھ، ۲۶۸۶ھ، ۲۶۹۱ھ، ۲۶۹۶ھ، ۲۷۰۱ھ، ۲۷۰۶ھ، ۲۷۱۱ھ، ۲۷۱۶ھ، ۲۷۲۱ھ، ۲۷۲۶ھ، ۲۷۳۱ھ، ۲۷۳۶ھ، ۲۷۴۱ھ، ۲۷۴۶ھ، ۲۷۵۱ھ، ۲۷۵۶ھ، ۲۷۶۱ھ، ۲۷۶۶ھ، ۲۷۷۱ھ، ۲۷۷۶ھ، ۲۷۸۱ھ، ۲۷۸۶ھ، ۲۷۹۱ھ، ۲۷۹۶ھ، ۲۸۰۱ھ، ۲۸۰۶ھ، ۲۸۱۱ھ، ۲۸۱۶ھ، ۲۸۲۱ھ، ۲۸۲۶ھ، ۲۸۳۱ھ، ۲۸۳۶ھ، ۲۸۴۱ھ، ۲۸۴۶ھ، ۲۸۵۱ھ، ۲۸۵۶ھ، ۲۸۶۱ھ، ۲۸۶۶ھ، ۲۸۷۱ھ، ۲۸۷۶ھ، ۲۸۸۱ھ، ۲۸۸۶ھ، ۲۸۹۱ھ، ۲۸۹۶ھ، ۲۹۰۱ھ، ۲۹۰۶ھ، ۲۹۱۱ھ، ۲۹۱۶ھ، ۲۹۲۱ھ، ۲۹۲۶ھ، ۲۹۳۱ھ، ۲۹۳۶ھ، ۲۹۴۱ھ، ۲۹۴۶ھ، ۲۹۵۱ھ، ۲۹۵۶ھ، ۲۹۶۱ھ، ۲۹۶۶ھ، ۲۹۷۱ھ، ۲۹۷۶ھ، ۲۹۸۱ھ، ۲۹۸۶ھ، ۲۹۹۱ھ، ۲۹۹۶ھ، ۳۰۰۱ھ، ۳۰۰۶ھ، ۳۰۱۱ھ، ۳۰۱۶ھ، ۳۰۲۱ھ، ۳۰۲۶ھ، ۳۰۳۱ھ، ۳۰۳۶ھ، ۳۰۴۱ھ، ۳۰۴۶ھ، ۳۰۵۱ھ، ۳۰۵۶ھ، ۳۰۶۱ھ، ۳۰۶۶ھ، ۳۰۷۱ھ، ۳۰۷۶ھ، ۳۰۸۱ھ، ۳۰۸۶ھ، ۳۰۹۱ھ، ۳۰۹۶ھ، ۳۱۰۱ھ، ۳۱۰۶ھ، ۳۱۱۱ھ، ۳۱۱۶ھ، ۳۱۲۱ھ، ۳۱۲۶ھ، ۳۱۳۱ھ، ۳۱۳۶ھ، ۳۱۴۱ھ، ۳۱۴۶ھ، ۳۱۵۱ھ، ۳۱۵۶ھ، ۳۱۶۱ھ، ۳۱۶۶ھ، ۳۱۷۱ھ، ۳۱۷۶ھ، ۳۱۸۱ھ، ۳۱۸۶ھ، ۳۱۹۱ھ، ۳۱۹۶ھ، ۳۲۰۱ھ، ۳۲۰۶ھ، ۳۲۱۱ھ، ۳۲۱۶ھ، ۳۲۲۱ھ، ۳۲۲۶ھ، ۳۲۳۱ھ، ۳۲۳۶ھ، ۳۲۴۱ھ، ۳۲۴۶ھ، ۳۲۵۱ھ، ۳۲۵۶ھ، ۳۲۶۱ھ، ۳۲۶۶ھ، ۳۲۷۱ھ، ۳۲۷۶ھ، ۳۲۸۱ھ، ۳۲۸۶ھ، ۳۲۹۱ھ، ۳۲۹۶ھ، ۳۳۰۱ھ، ۳۳۰۶ھ، ۳۳۱۱ھ، ۳۳۱۶ھ، ۳۳۲۱ھ، ۳۳۲۶ھ، ۳۳۳۱ھ، ۳۳۳۶ھ، ۳۳۴۱ھ، ۳۳۴۶ھ، ۳۳۵۱ھ، ۳۳۵۶ھ، ۳۳۶۱ھ، ۳۳۶۶ھ، ۳۳۷۱ھ، ۳۳۷۶ھ، ۳۳۸۱ھ، ۳۳۸۶ھ، ۳۳۹۱ھ، ۳۳۹۶ھ، ۳۴۰۱ھ، ۳۴۰۶ھ، ۳۴۱۱ھ، ۳۴۱۶ھ، ۳۴۲۱ھ، ۳۴۲۶ھ، ۳۴۳۱ھ، ۳۴۳۶ھ، ۳۴۴۱ھ، ۳۴۴۶ھ، ۳۴۵۱ھ، ۳۴۵۶ھ، ۳۴۶۱ھ، ۳۴۶۶ھ، ۳۴۷۱ھ، ۳۴۷۶ھ، ۳۴۸۱ھ، ۳۴۸۶ھ، ۳۴۹۱ھ، ۳۴۹۶ھ، ۳۵۰۱ھ، ۳۵۰۶ھ، ۳۵۱۱ھ، ۳۵۱۶ھ، ۳۵۲۱ھ، ۳۵۲۶ھ، ۳۵۳۱ھ، ۳۵۳۶ھ، ۳۵۴۱ھ، ۳۵۴۶ھ، ۳۵۵۱ھ، ۳۵۵۶ھ، ۳۵۶۱ھ، ۳۵۶۶ھ، ۳۵۷۱ھ، ۳۵۷۶ھ، ۳۵۸۱ھ، ۳۵۸۶ھ، ۳۵۹۱ھ، ۳۵۹۶ھ، ۳۶۰۱ھ، ۳۶۰۶ھ، ۳۶۱۱ھ، ۳۶۱۶ھ، ۳۶۲۱ھ، ۳۶۲۶ھ، ۳۶۳۱ھ، ۳۶۳۶ھ، ۳۶۴۱ھ، ۳۶۴۶ھ، ۳۶۵۱ھ، ۳۶۵۶ھ، ۳۶۶۱ھ، ۳۶۶۶ھ، ۳۶۷۱ھ، ۳۶۷۶ھ، ۳۶۸۱ھ، ۳۶۸۶ھ، ۳۶۹۱ھ، ۳۶۹۶ھ، ۳۷۰۱ھ، ۳۷۰۶ھ، ۳۷۱۱ھ، ۳۷۱۶ھ، ۳۷۲۱ھ، ۳۷۲۶ھ، ۳۷۳۱ھ، ۳۷۳۶ھ، ۳۷۴۱ھ، ۳۷۴۶ھ، ۳۷۵۱ھ، ۳۷۵۶ھ، ۳۷۶۱ھ، ۳۷۶۶ھ، ۳۷۷۱ھ، ۳۷۷۶ھ، ۳۷۸۱ھ، ۳۷۸۶ھ، ۳۷۹۱ھ، ۳۷۹۶ھ، ۳۸۰۱ھ، ۳۸۰۶ھ، ۳۸۱۱ھ، ۳۸۱۶ھ، ۳۸۲۱ھ، ۳۸۲۶ھ، ۳۸۳۱ھ، ۳۸۳۶ھ، ۳۸۴۱ھ، ۳۸۴۶ھ، ۳۸۵۱ھ، ۳۸۵۶ھ، ۳۸۶۱ھ، ۳۸۶۶ھ، ۳۸۷۱ھ، ۳۸۷۶ھ، ۳۸۸۱ھ، ۳۸۸۶ھ، ۳۸۹۱ھ، ۳۸۹۶ھ، ۳۹۰۱ھ، ۳۹۰۶ھ، ۳۹۱۱ھ، ۳۹۱۶ھ، ۳۹۲۱ھ، ۳۹۲۶ھ، ۳۹۳۱ھ، ۳۹۳۶ھ، ۳۹۴۱ھ، ۳۹۴۶ھ، ۳۹۵۱ھ، ۳۹۵۶ھ، ۳۹۶۱ھ، ۳۹۶۶ھ، ۳۹۷۱ھ، ۳۹۷۶ھ، ۳۹۸۱ھ، ۳۹۸۶ھ، ۳۹۹۱ھ، ۳۹۹۶ھ، ۴۰۰۱ھ، ۴۰۰۶ھ، ۴۰۱۱ھ، ۴۰۱۶ھ، ۴۰۲۱ھ، ۴۰۲۶ھ، ۴۰۳۱ھ، ۴۰۳۶ھ، ۴۰۴۱ھ، ۴۰۴۶ھ، ۴۰۵۱ھ، ۴۰۵۶ھ، ۴۰۶۱ھ، ۴۰۶۶ھ، ۴۰۷۱ھ، ۴۰۷۶ھ، ۴۰۸۱ھ، ۴۰۸۶ھ، ۴۰۹۱ھ، ۴۰۹۶ھ، ۴۱۰۱ھ، ۴۱۰۶ھ، ۴۱۱۱ھ، ۴۱۱۶ھ، ۴۱۲۱ھ، ۴۱۲۶ھ، ۴۱۳۱ھ، ۴۱۳۶ھ، ۴۱۴۱ھ، ۴۱۴۶ھ، ۴۱۵۱ھ، ۴۱۵۶ھ، ۴۱۶۱ھ، ۴۱۶۶ھ، ۴۱۷۱ھ، ۴۱۷۶ھ، ۴۱۸۱ھ، ۴۱۸۶ھ، ۴۱۹۱ھ، ۴۱۹۶ھ، ۴۲۰۱ھ، ۴۲۰۶ھ، ۴۲۱۱ھ، ۴۲۱۶ھ، ۴۲۲۱ھ، ۴۲۲۶ھ، ۴۲۳۱ھ، ۴۲۳۶ھ، ۴۲۴۱ھ، ۴۲۴۶ھ، ۴۲۵۱ھ، ۴۲۵۶ھ، ۴۲۶۱ھ، ۴۲۶۶ھ، ۴۲۷۱ھ، ۴۲۷۶ھ، ۴۲۸۱ھ، ۴۲۸۶ھ، ۴۲۹۱ھ، ۴۲۹۶ھ، ۴۳۰۱ھ، ۴۳۰۶ھ، ۴۳۱۱ھ، ۴۳۱۶ھ، ۴۳۲۱ھ، ۴۳۲۶ھ، ۴۳۳۱ھ، ۴۳۳۶ھ، ۴۳۴۱ھ، ۴۳۴۶ھ، ۴۳۵۱ھ، ۴۳۵۶ھ، ۴۳۶۱ھ، ۴۳۶۶ھ، ۴۳۷۱ھ، ۴۳۷۶ھ، ۴۳۸۱ھ، ۴۳۸۶ھ، ۴۳۹۱ھ، ۴۳۹۶ھ، ۴۴۰۱ھ، ۴۴۰۶ھ، ۴۴۱۱ھ، ۴۴۱۶ھ، ۴۴۲۱ھ، ۴۴۲۶ھ، ۴۴۳۱ھ، ۴۴۳۶ھ، ۴۴۴۱ھ، ۴۴۴۶ھ، ۴۴۵۱ھ، ۴۴۵۶ھ، ۴۴۶۱ھ، ۴۴۶۶ھ، ۴۴۷۱ھ، ۴۴۷۶ھ، ۴۴۸۱ھ، ۴۴۸۶ھ، ۴۴۹۱ھ، ۴۴۹۶ھ، ۴۵۰۱ھ، ۴۵۰۶ھ، ۴۵۱۱ھ، ۴۵۱۶ھ، ۴۵۲۱ھ، ۴۵۲۶ھ، ۴۵۳۱ھ، ۴۵۳۶ھ، ۴۵۴۱ھ، ۴۵۴۶ھ، ۴۵۵۱ھ، ۴۵۵۶ھ، ۴۵۶۱ھ، ۴۵۶۶ھ، ۴۵۷۱ھ، ۴۵۷۶ھ، ۴۵۸۱ھ، ۴۵۸۶ھ، ۴۵۹۱ھ، ۴۵۹۶ھ، ۴۶۰۱ھ، ۴۶۰۶ھ، ۴۶۱۱ھ، ۴۶۱۶ھ، ۴۶۲۱ھ، ۴۶۲۶ھ، ۴۶۳۱ھ، ۴۶۳۶ھ، ۴۶۴۱ھ، ۴۶۴۶ھ، ۴۶۵۱ھ، ۴۶۵۶ھ، ۴۶۶۱ھ، ۴۶۶۶ھ، ۴۶۷۱ھ، ۴۶۷۶ھ، ۴۶۸۱ھ، ۴۶۸۶ھ، ۴۶۹۱ھ، ۴۶۹۶ھ، ۴۷۰۱ھ، ۴۷۰۶ھ، ۴۷۱۱ھ، ۴۷۱۶ھ، ۴۷۲۱ھ، ۴۷۲۶ھ، ۴۷۳۱ھ، ۴۷۳۶ھ، ۴۷۴۱ھ، ۴۷۴۶ھ، ۴۷۵۱ھ، ۴۷۵۶ھ، ۴۷۶۱ھ، ۴۷۶۶ھ، ۴۷۷۱ھ، ۴۷۷۶ھ، ۴۷۸۱ھ، ۴۷۸۶ھ، ۴۷۹۱ھ، ۴۷۹۶ھ، ۴۸۰۱ھ، ۴۸۰۶ھ، ۴۸۱۱ھ، ۴۸۱۶ھ، ۴۸۲۱ھ، ۴۸۲۶ھ، ۴۸۳۱ھ، ۴۸۳۶ھ، ۴۸۴۱ھ، ۴۸۴۶ھ، ۴۸۵۱ھ، ۴۸۵۶ھ، ۴۸۶۱ھ، ۴۸۶۶ھ، ۴۸۷۱ھ، ۴۸۷۶ھ، ۴۸۸۱ھ، ۴۸۸۶ھ، ۴۸۹۱ھ، ۴۸۹۶ھ، ۴۹۰۱ھ، ۴۹۰۶ھ، ۴۹۱۱ھ، ۴۹۱۶ھ، ۴۹۲۱ھ، ۴۹۲۶ھ، ۴۹۳۱ھ، ۴۹۳۶ھ، ۴۹۴۱ھ، ۴۹۴۶ھ، ۴۹۵۱ھ، ۴۹۵۶ھ، ۴۹۶۱ھ، ۴۹۶۶ھ، ۴۹۷۱ھ، ۴۹۷۶ھ، ۴۹۸۱ھ، ۴۹۸۶ھ، ۴۹۹۱ھ، ۴۹۹۶ھ، ۵۰۰۱ھ، ۵۰۰۶ھ، ۵۰۱۱ھ، ۵۰۱۶ھ، ۵۰۲۱ھ، ۵۰۲۶ھ، ۵۰۳۱ھ، ۵۰۳۶ھ، ۵۰۴۱ھ، ۵۰۴۶ھ، ۵۰۵۱ھ، ۵۰۵۶ھ، ۵۰۶۱ھ، ۵۰۶۶ھ، ۵۰۷۱ھ، ۵۰۷۶ھ، ۵۰۸۱ھ، ۵۰۸۶ھ، ۵۰۹۱ھ، ۵۰۹۶ھ، ۵۱۰۱ھ، ۵۱۰۶ھ، ۵۱۱۱ھ، ۵۱۱۶ھ، ۵۱۲۱ھ، ۵۱۲۶ھ، ۵۱۳۱ھ، ۵۱۳۶ھ، ۵۱۴۱ھ، ۵۱۴۶ھ، ۵۱۵۱ھ، ۵۱۵۶ھ، ۵۱۶۱ھ، ۵۱۶۶ھ، ۵۱۷۱ھ، ۵۱۷۶ھ، ۵۱۸۱ھ، ۵۱۸۶ھ، ۵۱۹۱ھ، ۵۱۹۶ھ، ۵۲۰۱ھ، ۵۲۰۶ھ، ۵۲۱۱ھ، ۵۲۱۶ھ، ۵۲۲۱ھ، ۵۲۲۶ھ، ۵۲۳۱ھ، ۵۲۳۶ھ، ۵۲۴۱ھ، ۵۲۴۶ھ، ۵۲۵۱ھ، ۵۲۵۶ھ، ۵۲۶۱ھ، ۵۲۶۶ھ، ۵۲۷۱ھ، ۵۲۷۶ھ، ۵۲۸۱ھ، ۵۲۸۶ھ، ۵۲۹۱ھ، ۵۲۹۶ھ، ۵۳۰۱ھ، ۵۳۰۶ھ، ۵۳۱۱ھ، ۵۳۱۶ھ، ۵۳۲۱ھ، ۵۳۲۶ھ، ۵۳۳۱ھ، ۵۳۳۶ھ، ۵۳۴۱ھ، ۵۳۴۶ھ، ۵۳۵۱ھ، ۵۳۵۶ھ، ۵۳۶۱ھ، ۵۳۶۶ھ، ۵۳۷۱ھ، ۵۳۷۶ھ، ۵۳۸۱ھ، ۵۳۸۶ھ، ۵۳۹۱ھ، ۵۳۹۶ھ، ۵۴۰۱ھ، ۵۴۰۶ھ، ۵۴۱۱ھ، ۵۴۱۶ھ، ۵۴۲۱ھ، ۵۴۲۶ھ، ۵۴۳۱ھ، ۵۴۳۶ھ، ۵۴۴۱ھ، ۵۴۴۶ھ، ۵۴۵۱ھ، ۵۴۵۶ھ، ۵۴۶۱ھ، ۵۴۶۶ھ، ۵۴۷۱ھ، ۵۴۷۶ھ، ۵۴۸۱ھ، ۵۴۸۶ھ، ۵۴۹۱ھ، ۵۴۹۶ھ، ۵۵۰۱ھ، ۵۵۰۶ھ، ۵۵۱۱ھ، ۵۵۱۶ھ، ۵۵۲۱ھ، ۵۵۲۶ھ، ۵۵۳۱ھ، ۵۵۳۶ھ، ۵۵۴۱ھ، ۵۵۴۶ھ، ۵۵۵۱ھ، ۵۵۵۶ھ، ۵۵۶۱ھ، ۵۵۶۶ھ، ۵۵۷۱ھ، ۵۵۷۶ھ، ۵۵۸۱ھ، ۵۵۸۶ھ، ۵۵۹۱ھ، ۵۵۹۶ھ، ۵۶۰۱ھ، ۵۶۰۶ھ، ۵۶۱۱ھ، ۵۶۱۶ھ، ۵۶۲۱ھ، ۵۶۲۶ھ، ۵۶۳۱ھ، ۵۶۳۶ھ، ۵۶۴۱ھ، ۵۶۴۶ھ، ۵۶۵۱ھ، ۵۶۵۶ھ، ۵۶۶۱ھ، ۵۶۶۶ھ، ۵۶۷۱ھ، ۵۶۷۶ھ، ۵۶۸۱ھ، ۵۶۸۶ھ، ۵۶۹۱ھ، ۵۶۹۶ھ، ۵۷۰۱ھ، ۵۷۰۶ھ، ۵۷۱۱ھ، ۵۷۱۶ھ، ۵۷۲۱ھ، ۵۷۲۶ھ، ۵۷۳۱ھ، ۵۷۳۶ھ، ۵۷۴۱ھ، ۵۷۴۶ھ، ۵۷۵۱ھ، ۵۷۵۶ھ، ۵۷۶۱ھ، ۵۷۶۶ھ، ۵۷۷۱ھ، ۵۷۷۶ھ، ۵۷۸۱ھ، ۵۷۸۶ھ، ۵۷۹۱ھ، ۵۷۹۶ھ، ۵۸۰۱ھ، ۵۸۰۶ھ، ۵۸۱۱ھ، ۵۸۱۶ھ، ۵۸۲۱ھ، ۵۸۲۶ھ، ۵۸۳۱ھ، ۵۸۳۶ھ، ۵۸۴۱ھ، ۵۸۴۶ھ، ۵۸۵۱ھ، ۵۸۵۶ھ، ۵۸۶۱ھ، ۵۸۶۶ھ، ۵۸۷۱ھ، ۵۸۷۶ھ، ۵۸۸۱ھ، ۵۸۸۶ھ، ۵۸۹۱ھ، ۵۸۹۶ھ، ۵۹۰۱ھ، ۵۹۰۶ھ، ۵۹۱۱ھ، ۵۹۱۶ھ، ۵۹۲۱ھ، ۵۹۲۶ھ، ۵۹۳۱ھ، ۵۹۳۶ھ، ۵۹۴۱ھ، ۵۹۴۶ھ، ۵۹۵۱ھ، ۵۹۵۶ھ، ۵۹۶۱ھ، ۵۹۶۶ھ، ۵۹۷۱ھ، ۵۹۷۶ھ، ۵۹۸۱ھ، ۵۹۸۶ھ، ۵۹۹۱ھ، ۵۹۹۶ھ، ۶۰۰۱ھ، ۶۰۰۶ھ، ۶۰۱۱ھ، ۶۰۱۶ھ، ۶۰۲۱ھ، ۶۰۲۶ھ، ۶۰۳۱ھ، ۶۰۳۶ھ، ۶۰۴۱ھ، ۶۰۴۶ھ، ۶۰۵۱ھ، ۶۰۵۶ھ، ۶۰۶۱ھ، ۶۰۶۶ھ، ۶۰۷۱ھ، ۶۰۷۶ھ، ۶۰۸۱ھ، ۶۰۸۶ھ، ۶۰۹۱ھ، ۶۰۹۶ھ، ۶۱۰۱ھ، ۶۱۰۶ھ، ۶۱۱۱ھ، ۶۱۱۶ھ، ۶۱۲۱ھ، ۶۱۲۶ھ، ۶۱۳۱ھ، ۶۱۳۶ھ، ۶۱۴۱ھ، ۶۱۴۶ھ، ۶۱۵۱ھ، ۶۱۵۶ھ، ۶۱۶۱ھ، ۶۱۶۶ھ، ۶۱۷۱ھ، ۶۱۷۶ھ، ۶۱۸۱ھ، ۶۱۸۶ھ، ۶۱۹۱ھ، ۶۱۹۶ھ، ۶۲۰۱ھ، ۶۲۰۶ھ، ۶۲۱۱ھ، ۶۲۱۶ھ، ۶۲۲۱ھ، ۶۲۲۶ھ، ۶۲۳۱ھ، ۶۲۳۶ھ، ۶۲۴۱ھ، ۶۲۴۶ھ، ۶۲۵۱ھ، ۶۲۵۶ھ، ۶۲۶۱ھ، ۶۲۶۶ھ، ۶۲۷۱ھ، ۶۲۷۶ھ، ۶۲۸۱ھ، ۶۲۸۶ھ، ۶۲۹۱ھ، ۶۲۹۶ھ، ۶۳۰۱ھ، ۶۳۰۶ھ، ۶۳۱۱ھ، ۶۳۱۶ھ، ۶۳۲۱ھ، ۶۳۲۶ھ، ۶۳۳۱ھ، ۶۳۳۶ھ، ۶۳۴۱ھ، ۶۳۴۶ھ، ۶۳۵۱ھ، ۶۳۵۶ھ، ۶۳

ولادت دو شنبہ شوال ۱۲۷۲ھ بریلی، اپنے والد سے علم حاصل کیا اور ان کے ساتھ ایک مدت تک استفادہ کرتے رہے حتیٰ کہ علم میں مہارت حاصل کر لی اور بہت سے فنون بالخصوص فقہ اصول میں اپنے معصروں پر فائق ہو گئے۔ تحصیل علم سے ۱۲۸۶ھ میں فارغ ہوئے۔ (ترجمہ ص ۳۸ جلد ثامن نزہۃ الخواطر مطبوعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد ۱۹۷۰ء) (۳۰ ☆)

مولوی عبد الباقی صاحب

صوبہ بلوچستان کے مشہور دیوبندی عالم مولوی عبد الباقی صاحب، پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کے نام ایک مکتوب میں یوں اعتراف کرتے ہیں۔

”واقعی اعلیٰ حضرت مفتی صاحب قبلہ اسی منصب کے مالک ہیں مگر بعض حامدوں نے آپ کا صحیح حلیہ اور علمی تبحر طاق نسیاں میں رکھ کر آپ کے بارے میں غلط اوہام پھیلا دیا ہے، جس کو نا آشنا قسم کے لوگ سن کر صید وحشی کی طرح غفر ہو جاتے ہیں اور ایک مجاہد عالم دین، مجدد وقت ہستی کے بارے میں گستاخیاں کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ علیست میں وہ ایسے بزرگوں کے عشر عشر بھی نہیں ہوں گے۔ (۳۱ ☆)

مولوی ابو الحسن علی ندوی

مولانا ابو الحسن علی الحسینی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کھنؤ نے مدح و مذمت پر مشتمل بہت سے جملے لکھے ہیں۔ یہاں انہی عبارتوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جن میں فاضل بریلوی کی فضیلت و برتری کا اعتراف کیا گیا ہے۔

چودہ برس کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہوئے اور ۱۲۸۶ھ ہی میں اپنے والد کے ساتھ سفر حج کیا پھر ۱۲۹۵ھ میں دوسرا سفر کیا جس میں سید احمد زبیدی و حلان شافعی مکی، شیخ عبد الرحمن سراج مفتی حنفیہ مکہ مکرمہ، شیخ حسین بن صالح جمل اللیل سے سند حدیث حاصل کی۔ اس کے بعد ہندوستان واپس ہوئے اور ایک مدت تک تصنیف و تدریس کا کام انجام دیا اور متعدد بار حرمین شریفین کا سفر کیا، علماء حجاز سے بعض فقہی و کلامی مسائل میں مذاکرہ و جادلہ خیالات کیا، حرمین کے اثناء قیام میں انہوں نے بعض رسائل لکھے اور علماء حرمین کے پاس آئے ہوئے سوالات کے جوابات دئے۔ وہ حضرات آپ کے وفور علم، فقہی متون و اختلافی مسائل پر وقت نظر و وسعت نظر

معلومات، سرعت تحریر اور ذکاوت طبع سے حیران رہ گئے، پھر وہ ہندوستان واپس ہو کر رونق مسند افتاء ہوئے اور اپنے مخالفوں کے جواب میں بہت سا کام کیا۔ انہیں سید آل رسول حسین مارہروی سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ وہ حرمت سجدہ تعظیمی کے قائل تھے۔ اس موضوع پر انہوں نے ایک کتاب بنام ”الزبدۃ الزکیۃ تحریم سجدہ التمجید“ تصنیف کی، یہ کتاب اپنی جامعیت کے ساتھ ان کے وفور علم اور قوت استدلال پر وال ہے۔ وہ نہایت کثیر المطالع و وسیع المعلومات اور تبحر عالم تھے رواں دواں قلم کے مالک اور تصنیف و تالیف میں جامع فکر کے حامل تھے۔ ان کی تالیفات و رسائل کی تعداد بعض سوانح نگاروں کی روایت کے مطابق پانچ سو ہے جن میں سب سے بڑی کتاب فتاویٰ رضویہ کئی ضخیم جلدوں میں ہے۔ فقہ حنفی اور اس کے جزئیات پر معلومات کی حیثیت سے اس زمانہ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کے فتاویٰ اور ”الکفل الفقہ الفہم فی احکام قرطاس الدراہم“ (۱۳۳۳ھ مکہ مکرمہ) اس پر شاہد عادل ہیں، علوم ریاضی، ہیئت، نجوم، تقویم، رمل، جفر میں انہیں مہارت تامہ حاصل تھی وہ اکثر علوم کے حامل تھے۔ (نزہۃ الخواطر جلد ثامن ص ۳۱ مطبوعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد ۱۹۷۰ء) (۳۲ ☆)

مولوی ماہر القادری

مولانا احمد رضا خان بریلوی مرحوم دینی علوم کے جامع تھے، دینی علم و فضل کے ساتھ شیوہ بیان شاعر بھی تھے اور ان کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ مجازی راہِ سخن سے ہٹ کر صرف نعت رسول (ﷺ) کو اپنے افکار کا موضوع بنایا، مولانا احمد رضا خان کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خان بڑے خوش گو شاعر تھے اور مرزا داغ سے نسبت تلمذ رکھتے تھے، مولانا احمد رضا خان صاحب کی نعتیہ غزل کا یہ مطلع

وہ سوئے اللہ زار پھرتے ہیں

تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

جہاں استاد مرزا داغ کو حسن بریلوی نے سنایا تو داغ نے بہت تعریف کی اور فرمایا

”مولوی ہو کر اچھے شعر کہتا ہے“ (ماہنامہ فاران کراچی ستمبر ۱۹۷۳ء ص ۴۳، ۴۵) (۳۳ ☆)

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے قرآن پاک کا سلیس رواں ترجمہ کیا ہے.....
مولانا صاحب نے ترجمہ میں بڑی نازک احتیاط برتی ہے..... مولانا صاحب کا
ترجمہ خاصا اچھا ہے..... ترجمہ میں اردو زبان کا احترام پسندانہ اسلوب قائم ہے۔
(ماہنامہ فاران کراچی مارچ ۱۹۷۶ء) (۳۴ ☆)

مولوی محمد الیاس صاحب

محمد عارف رضوی ضیائی انکشاف فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”کراچی میں ایک عالم
دین نے جن کا تعلق مسلک دیوبند سے تھا فرمایا تھا کہ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا محمد
الیاس صاحب فرماتے تھے کہ اگر کسی کو محبت رسول (علیہ التحیۃ والتسلیم) سیکھنی ہو
تو مولانا بریلوی سے سیکھے“ (۳۵ ☆)

مولوی سید زکریا شاہ بنوری پشاور

جناب تاج محمد مظہر صدیقی صاحب مجلس رضا کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں
کہ ”پشاور میں ایک مجلس میں مولوی سید محمد یوسف شاہ بنوری دیوبندی کراچی کے
والد بزرگوار مولانا سید زکریا شاہ بنوری پشاور نے فرمایا :
”اگر اللہ تعالیٰ ہندوستان میں احمد رضا کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو
جاتی۔“ (۳۶ ☆)

مولوی محمد شریف کشمیری

مدرسہ خیر المدارس ملتان کے صدر مدرس اور دیوبندیوں کے شیخ المعقولات محمد
شریف کشمیری نے مفتی غلام سرور قادری ایم اے اسلامک لاء بہاولپور یونیورسٹی سے
ایک علمی مباحثہ کے بعد ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :
تمہارے بریلویوں کے بس ایک عالم ہوئے اور وہ مولانا احمد رضا خان، ان جیسا
عالم میں نے بریلویوں میں نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے، وہ اپنی مثال آپ تھا اس کی
تحقیقات علماء کو دنگ کر دیتی ہیں۔ (۳۷ ☆)

مولوی عبد الماجد دریا آبادی

مولوی عبد الماجد دریا آبادی، اعلیٰ حضرت کے نامور خلیفہ حضرت شاہ عبد العظیم
صدیقی میرٹھی قدس سرہ کی تبلیغی خدمات سے متاثر ہو کر اپنا فیصلہ لٹاتے ہیں۔ :

انصاف کی عدالت کا فیصلہ یہ ہے کہ بریلوی گروہ کے سارے افراد کو ایک ہی
رنگ میں رنگا ہوا سمجھنا زیادتی ہے، مولانا عبد العظیم میرٹھی مرحوم و مغفور نے اسی
گروہ کے ایک فرد ہو کر پیش ہا تبلیغی خدمات انجام دیں“ (ہفت روزہ صدق جدید۔
لکھنؤ ۲۵ اپریل ۱۹۵۶ء) (۳۸ ☆)

مفتی نظام اللہ شہابی اکبر آبادی

حضرت مولانا احمد رضا خان مرحوم اس عہد کے چوٹی کے عالم تھے، جزئیات فقہ
میں ید طولی رکھتے تھے، قاموس الکتب اردو جو ڈاکٹر مولوی عبد الحق صاحب کی نگرانی
میں مرتب کی گئی ہے اس میں مولانا کی کتب کا ذکر کیا اور اس پر نوٹ بھی لکھے۔ :
ترجمہ کلام مجید اور فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ مولانا کا نعتیہ کلام پر اثر
ہے میرے دوست ڈاکٹر سراج الحق پی ایچ ڈی تو مولانا کے کلام کے گرویدہ ہیں اور
مولانا کو عاشق رسول سے خطاب کرتے ہیں۔ (مقالات یوم رضا ۲ ص ۷۰ مطبوعہ
لاہور) (۳۹ ☆)

مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمود الحسن

(۱) کتاب القول البلیغ و اشتراط المصبر للجمع کے صفحہ ۲۳ پر مولانا احمد رضا
خان صاحب کی تفصیلی تحریر ہے اور آخر میں درج ہے۔

کتبہ علیہ المغنوب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

الجواب الصحیح

بندہ محمود عفی عنہ

مدرس اول مدرسہ دیوبند

الجواب الصحیح

رشید احمد

محدث گنگوہی (۴۰ ☆)

(۲) مولانا رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے
بعض فتاویٰ کئی مسکوں میں بیحد نقل کئے ہیں اور گنگوہی صاحب نے کئی فتاویٰ کی
تصدیق بھی فرمادی ہے۔ (۴۱ ☆)

مولوی فخر الدین مراد آبادی

مولانا احمد رضا خان سے ہماری مخالفت اپنی جگہ تھی مگر ہمیں ان کی خدمت پر بڑا ناز ہے، غیر مسلموں سے ہم آج تک بڑے فخر کے ساتھ کہہ سکتے تھے کہ دنیا بھر کے علوم اگر کسی ایک ذات میں جمع ہو سکتے ہیں تو وہ مسلمان ہی کی ذات ہو سکتی ہے، دیکھ لو مسلمانوں ہی میں مولوی احمد رضا خان کی ایسی شخصیت آج بھی موجود ہے جو دنیا بھر کے علوم میں یکساں مہارت رکھتی ہے۔ ہائے افسوس! آج ان کے دم کے ساتھ ہمارا یہ فخر بھی رخصت ہو گیا۔ (۳۲ ☆)

مولوی سعید احمد اکبر آبادی

مولانا احمد رضا صاحب بریلوی، سر سید احمد خان اور ڈپٹی نذیر احمد کے ہم عصر تھے وہ ایک زبردست صلاحیت کے مالک تھے ان کی عبقریت کا لوہا پورے ملک نے مانا۔ (ماہنامہ بہان دہلی اپریل ۱۹۷۳ء) (۳۳ ☆)

مولوی عبد القادر رائے پوری

مولوی محمد شفیع نے کہا کہ یہ بریلوی بھی شیعہ ہی ہیں یونہی حنفیوں میں گھس گئے ہیں، فرمایا نہیں، غلط ہے، مولوی احمد رضا خان صاحب شیعہ کو بہت برا سمجھتے تھے اور قوالی کو بہت برا سمجھتے تھے، ہنس بریلی میں ایک شیعہ تفضیلی تھے ان کے ساتھ مولوی احمد رضا کا ہمیشہ مقابلہ رہتا تھا۔ (۳۴ ☆)

مفتی محمود

جمیعت علمائے اسلام کے صدر مولوی فضل الرحمن صاحب کے والد ماجد مفتی محمود صاحب نے بریلوی مکتبہ فکر (اہل سنت) کی یوں حمایت کی۔

میں اپنے عقیدت مندوں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے بریلوی حضرات کے خلاف کوئی تقریر یا ہنگامہ کیا تو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں رہے گا اور میرے نزدیک ایسا کرنے والا نظام مصطفیٰ ﷺ کا دشمن ہوگا (روزنامہ آفتاب ملتان ۹ مارچ ۱۹۷۹ء ص ۱) (۳۵ ☆)

مولوی عبد القدوس ہاشمی دیوبندی

سید الطاف علی بریلوی روایت کرتے ہیں کہ مولانا عبد القدوس ہاشمی دیوبندی نے

ایک دفعہ کہا : ”اردو زبان میں قرآن پاک کا سب سے بہتر ترجمہ مولانا احمد رضا خان کا ہے جو لفظ انہوں نے ایک جگہ رکھ دیا ہے اس سے بہتر لفظ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ (۳۶ ☆)

حافظ بشیر احمد غازی آبادی

ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ حضرت فاضل بریلوی نے نعت رسول مقبول ﷺ میں شریعت کی احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھا، یہ سراسر غلط فہمی ہے جس کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں، ہم اس غلط فہمی کی صحت کے لئے آپ کی ایک نعت نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

سرور کون کہ مالک و مولیٰ کون تجھے
باغ غلیل کا گل زیبا کون تجھے
”بعد از خدا بزرگ تویی قصہ مختصر“ کی کیسی فصیح و بلیغ تائید ہے جتنی بار پڑھے کہ ”خالق کا بندہ خلق کا آقا کون تجھے“ دل ایمانی کیفیت سے سرشار ہوتا چلا جائے گا، بے شک جس کے لئے زمین و آسمان پیدا کئے گئے ہوں وہ خدا کا محبوب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے معراج کی عظمت سے نوازا، جو شافع عشر ہے وہ یتیم عبد اللہ، آمنہ کا لال، وہ ساقی کوثر وہ خاتم الانبیاء اور خیر البشر وہ شہنشاہ کونین وہ سرور کون و مکان، وہ تاجدارِ دو عالم جس کا سایہ نہ تھا اس کا عانی ہو ہی نہیں سکتا، بے شک وہ خالق کا بندہ ہے اور خلق کا آقا ہے۔“ (ماہنامہ عرفات لاہور اپریل ۱۹۷۰ء ص ۳۰) (۳۷ ☆)

مولوی حق نواز جھنگوی اور مولوی ضیاء الرحمن فاروقی

دیوبندی مکتبہ فکر کی انجمن سپاہ صحابہ پاکستان ۱۹۸۳ء سے قائم ہے اس کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی تھے، موجودہ سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر علمائے دیوبند بھی اس انجمن سے منسلک ہیں اس انجمن کے زیر اہتمام ایسے پمفلٹ، اشتہارات بکھرتے شائع ہوتے ہیں جن میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تاریخ ساز فتاویٰ نہایت ادب و احترام سے نمایاں طور پر شائع کئے جا رہے ہیں یہاں چند مثالیں پیش خدمت ہیں :

(۱) مولانا حق نواز جھنگوی نے مظفر گڑھ میں انجمن سپاہ صحابہ کے جلسہ سے

خطاب کرتے ہوئے کہا ”ہندوستان میں بیسویں صدی کے دوران جن علماء نے شیعہ پر کفر کا فتویٰ عائد کیا ان میں بریلوی مکتبہ فکر کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی ہیں۔“ (۳۸۶)

(۲) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رو شیعہ میں ”رد الرفضہ“ کے علاوہ متعدد رسائل لکھے جن میں چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ الاولیٰ الطامعہ (رفض کی اذان میں کلمہ خلیفہ بلا فصل کا شدید رد)

۲۔ اعلیٰ الانفاذ فی تعزیت السنہ و بیان الشہادۃ (۱۳۲۱ھ) (تعزیر داری اور شہادت نامہ کا حکم)

۳۔ جزاء اللہ عدوہ بابا بہ ختم النبوة (۱۳۱۷ھ) (مرزائیوں کی طرح روافض کا بھی رد)

۴۔ المحمد الشہید، شیعہ الشہد (۱۳۱۲ھ) (تفضیل و تفسیق سے متعلق سات سوالوں کا جواب)

۵۔ شرح المطالب فی بحث ابی طالب (۱۳۲۱ھ) ایک سو کتب تفسیر و عقائد وغیرہ سے ایمان نہ ہونا ثابت کیا۔ ان کے علاوہ رسائل اور قصائد جو سیدنا غوث اعظم علیہ السلام کی شان میں لکھے وہ شیعہ و روافض کی تردید ہیں۔ (۳۹۶)

مولوی ارشاد الحق تھانوی

مولانا ارشاد الحق تھانوی نے اپنے ایک مقالے میں عظیم مشائخ عظام کے ساتھ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فقہ حنفیہ کا پیروکار قرار دیتے ہوئے لکھا کہ :

دینائے اسلام کے تقریباً تمام مشائخ عظام حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، خواجہ مصین الدین چشتی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی اور حضرت شاہ احمد رضا بریلوی (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) وغیرہ فقہ حنفیہ ہی کے پیروکار تھے۔ (۵۰)

نوٹ : یہاں مولوی ارشاد الحق تھانوی کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ السلام کا فقہی مذہب حنبلی تھا۔

مولوی منظور نعمانی

علمائے دیوبند کی معروف شخصیت مولانا محمد منظور نعمانی نے بھی رد رافضیت کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات کا اعتراف یوں کیا ہے۔

فاضل بریلوی جناب مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم (علیہ الرحمۃ) نے اب سے قریباً ۹۰ سال پہلے ایک سوال کے جواب میں نہایت مفصل و مدلل فتویٰ تحریر فرمایا تھا جو ۱۳۲۰ھ میں ”رد الرفضہ“ کے تاریخی نام سے شائع ہوا تھا۔ اس میں مستفتی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے شروع میں تحریر فرمایا ہے۔

تحقیق مقام و تفصیل مرام یہ ہے کہ رافضی تہرائی جو حضرات ”شعین صدیق اکبر“ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ ان میں ایک کی شان میں گستاخی کرے، اگرچہ صرف اس قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے، کتب معتبرہ، فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح و فتویٰ کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے۔“ (۵۱۶)

ایک بڑے اشتہار میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف ”رد الرفضہ“ عرفان شریعت، احکام شریعت، تعزیر داری، بدر الانوار، فتاویٰ الحرمین“ میں سے چند انتہاسات نقل کرنے کے بعد لکھا۔

اس کے علاوہ احکام شریعت (مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی) کے درج ذیل صفحات ملاحظہ فرمائیں ۳۳، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶،

نوٹ : اس کے علاوہ انجمن کے مندرجہ ذیل اشتہارات میں بھی فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے فتاویٰ نمایاں طور پر شامل کئے گئے ہیں۔

- ۱۔ اہل کفر اور اسلام میں بھائی چارہ نہیں ہو سکتا۔
- ۲۔ شیعہ کافر ہیں ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسا سلوک اور معاملہ کیا جائے
- ۳۔ شیعت اکابر علمائے امت کی نظر میں

قاری محمد طیب قاسمی

دارالعلوم دیوبند کے مستم قاری محمد طیب قاسمی لکھتے ہیں :

میں نے مولانا تھانوی کو دیکھا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم سے بہت سی چیزوں میں اختلاف رکھتے ہیں۔ قیام، عرس، میلاد وغیرہ مسائل میں اختلاف رہا مگر جب مجلس میں ذکر آتا تو فرماتے، ”مولانا احمد رضا خان صاحب“ ایک دفعہ مجلس میں بیٹھنے والے ایک شخص نے کہیں بغیر مولانا کے ”احمد رضا“ کہنا حضرت نے ڈانٹا اور خفا ہو کر فرمایا کہ عالم تو ہیں اگرچہ اختلاف رائے ہے۔ تم منصب کی بے احتیائی کرتے ہو“ یہ کس طرح جائز ہے؟ (۵۳ ص ۶۶)

علامہ ارشد بہاولپوری

سرزمین بہاولپور کے مشہور دیوبندی لیڈر علامہ ارشد بہاولپوری نے جب استاذ العلماء حضرت ابو صالح محمد فیض احمد اویسی رضوی کی تقریر ”حاضر و ناظر“ کے موضوع پر سنی توجہ ساختہ کہا۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی تحقیق کا نہ صرف مجھے بلکہ میرے اکابر کو بھی اعتراف ہے۔ ”حاضر و ناظر“ کی گہرائی تک جس طرح مولانا بریلوی مرحوم پہنچے ہیں یہ انہی کا حصہ ہے اور مولانا اویسی کی تقریر کے بعد اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ (۵۳ ص ۶۶)

مولوی سید وحی مظہر ندوی

مولانا سید وحی ندوی (سابق دفاعی وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان) نے ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء اسلام آباد ہوٹل میں امام احمد رضا خان کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شاندار خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا :

”حضرت مولانا احمد رضا محض اختلافی مسائل پر لکھنے والے یا کوئی مناظرہ کرنے والے معمولی قسم کے ایسے عالم نہیں تھے جن کا کام صرف مناظرہ بازی ہوتا ہے بلکہ کوئی سا بھی علم ایسا نہیں ہے کہ جس میں انہوں نے داد تحسین وصول نہ کی ہو اور اس میں ہمارے علماء و اسلاف کی جو جامعیت کی شان ہے اسکا مظاہرہ نہ کیا ہو۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھیں، علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ کو دیکھیں اور دوسرے بزرگوں کو دیکھیں کہ ان کی تصانیف جو انہوں نے لکھی ہیں، آج کے بڑے بڑے ادارے بھی مل کر ان کی تصانیف کی تفسیر نہیں کر پاتے جو کارنامے ان بزرگوں نے تھا اور بغیر کسی مادی وسیلے کے سرانجام دے دیے ہیں اور ہمیں ان کے ان کارناموں پر تعجب ہوتا ہے کہ کیسے انہوں نے یہ کارنامے انجام دے لیکن دور حاضر میں حضرت شاہ احمد رضا خان کی ہستی نے ہمارے سامنے ایک علمی نمونہ پیش کر دیا ہے جس سے ہم یقین کر سکتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے بزرگوں نے کیا ہے یقیناً وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس پر حیرت یا شک کا مظاہرہ کیا جائے“ صوفیاء کا قول ہے ”الوقت السیف“ کہ وقت ایک تلوار ہے۔ یہ تلوار ایسی ہے کہ اگر آپ اسے استعمال کریں تو اپنے دشمنوں کو اس سے زیر کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ اس کی طرف سے غفلت برتیں گے تو یہ تلوار آپ کو کاٹ کر رکھ دے گی۔ اور ان بزرگوں کا اصل کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے وقت کا صحیح استعمال کیا، دیکھئے ان کی زندگی کے ایام اور ان کی زندگی کا دور کوئی ایسا دور نہیں ہے جو عام انسانوں کے دور سے مختلف ہو۔

سن ۱۸۵۶ء میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی ولادت ہوئی اور تقریباً ۶۵ سال کی انہوں نے عمر پائی۔ یہ ایسی عمر ہے کہ عام طور پر لوگ اتنی زندگی گزار لیتے ہیں لیکن جس طرح انہوں نے اپنی زندگی کے روز و شب کا ایک ایک لمحہ استعمال کیا ہے اور جس طریقے سے انہوں نے علم کے لئے استعمال کیا، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تقریباً ایک ہزار سے زائد ان کی تصانیف ہیں اور مختلف موضوعات اور شعبوں سے ان کا تعلق ہے ان کی جامعیت اس بات کی آئینہ دار ہے کہ یہ اس سرکارِ مکرم ﷺ کے عاشق اور غلام ہیں کہ جس کی جامعیت کو تمام انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے جو جامعیت حضور اکرم ﷺ کے یہاں پائی جاتی ہے

اگر اس کی کوئی جھلک ان کے کسی غلام کے یہاں نظر آئے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اور یہی جامعیت ہمیں مولانا احمد رضا خان کی زندگی میں نظر آتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ جب وہ سادہ کلام کہنے پر آتے ہیں تو پہلے مجمع کہہ جاتے ہیں مثلاً ان کی یہ مشہور نعت

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہماری نبی

سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی
کس قدر سادہ ہے کہ اردو کا ایک عام شخص اس کے ایک ایک بول کے اندر اپنے دل کے تاروں کو متحرک ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور جب اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا علیہ الرحمۃ صناعی بنانے کے کلمات دکھانا چاہیں تو قافیے اور ردیف میں ایسے کمال کا مظاہر کرتے ہیں کہ ان کی وہ مشہور نعت جس کو سن کر کم از کم میں کبھی مہر نہیں کر سکتا جس میں وہ کہتے ہیں۔

لم یأت نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا

جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شد دو سرا جانا
کمال ہے حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر اس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے الفاظ پر قدرت دی تھی کہ لگتا ہے کہ تمام الفاظ ایسے تمام تر ظاہری و باطنی محاسن کے ساتھ موتیوں کی لڑی جیسے پروئے ہوئے ہیں اور جس لفظ کو جہاں حکم دیا جاتا ہے اس طرح سے تخلیق کی طرح کھڑا ہو جاتا ہے کہ جیسے اس جگہ کے لئے یہ لفظ وضع کیا گیا ہو۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ شعر و شاعری میں اپنی زندگی گزار دیتے ہیں ان کا علم سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا اور جو علم میں زیادہ مشغول ہوتے ہیں وہ بسا اوقات شاعری کے ذوق سے بھی محروم ہو جاتے ہیں لیکن یہ جامعیت ہمیں مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کے یہاں نظر آتی ہے اور اس بات پر کہ آپ کو شاعری میں کمال حاصل تھا آپ کا دیوان حدائق بخشش کے دونوں حصے اس پر دلالت کرتے ہیں اور علمیت دیکھنی ہے تو صرف مولانا کے فتاویٰ کی پہلی جلد یعنی فتاویٰ رضویہ جلد اول کا عربی خطبہ دیکھ لیا جائے تو پھر اہل علم ہماری اس بات کو مبالغہ نہیں بلکہ آئینہ حقیقت ماننے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہاں آپ ایسے ہی تھے جیسا کہ میں نے کہا ہے۔

قاضی شمس الدین درویش

قاضی شمس الدین درویش (فاضل مدرسہ امینیہ دہلی، تلمیذ مفتی کفایت اللہ دہلوی) غلیف مجاز مولانا محمد عبد اللہ فاضل دیوبند خانقاہ گندیاں شریف، میانوالی) لکھتے ہیں :

فن فتویٰ نویسی کا ایک سلسلہ اصول ہے کہ سوال کا جواب سوال کے مضمون کے مطابق ہوا کرتا ہے، جیسا سوال ہوگا، جواب اسی کے مطابق ہوگا۔ ادھر اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ بیک وقت شیخ طریقت بھی تھے، معلم شریعت بھی تھے، مقرر اور خطیب بھی تھے، عامل اور طبیب بھی تھے، بے حد مصروف الاوقات تھے ایسا لگتا ہے کہ شاید موصوف نے علمائے دیوبند کی تحریریں خود نہ دیکھی ہوں بلکہ کسی اور شخص نے لکھ کر استفتاء کیا ہوگا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے سوال کے مطابق جواب دیا ہوگا، گو سوال غلط ہوگا مگر جواب شریعت کے عین مطابق ہوگا۔ (۵۶ ☆)

نوٹ : مسئلہ تکفیر میں امام احمد رضا قدس سرہ بہت ہی محتاط تھے آپ نے علمائے دیوبند کی کتابیں خود پڑھیں اور مستغناخانہ عبارتوں کی تصحیح و اصلاح، اعلائیہ توبہ اور رجوع کے لئے ان کے پاس کئی رجحان بھیجیں۔ صرف حکیم دیوبند اشرف علی قانوی کے نام تقریباً ۳۰ سے زائد مکتوبات ارسال کئے۔ (تفصیل کے لئے مکتوبات امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ مبلوہ لاہور ۱۹۸۶ء مولانا پیر محمود احمد قانوی ملاحظہ کریں) ان تمام کوششوں کے باوجود جب علمائے دیوبند بالکل اس سے سنا نہ ہوئے تو پھر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت کی خاطر بعض علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات کی بناء پر فتاویٰ کفر صادر کر دیا۔

مولوی خان محمد صاحب گندیاں

دیوبندی مکتبہ فکر کی تنظیم "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے قائم کی تھی۔ بعد ازاں مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا محمد یوسف بنوری یکے بعد دیگرے اس کی سرپرستی کرتے رہے اور اب مولانا خان محمد صاحب (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ گندیاں شریف میانوالی) کی سرپرستی میں قادیانیت کے خلاف سرگرم عمل ہے اس کے علاوہ دیگر علمائے دیوبند بھی اس تنظیم سے منسلک ہیں۔ اس تنظیم

کے زیر اہتمام رد قادیانیت میں ایسا لڑچکر بھی شائع ہوتا رہتا ہے جس میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے عقیدت کش علماء کی خدمات کا فراخ دلی سے اعتراف کیا جاتا ہے۔ (۵۷)

عالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت نسیم منزل ریلوے روڈ نکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ سے شائع ہونے والی ایک کتاب میں ”حق گوئی و بیباکی“ کے زیر عنوان اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمات کا اعتراف اس طرح کیا گیا ہے۔

نبی آخر الزمان ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے دیکھ کر مولانا احمد رضا خان بریلوی تڑپ اٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے ذہر سے بچانے کے لئے انگریز کے ظلم و بربریت کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شیعہ جرات جلاتے ہوئے سدرجہ ذیل فتویٰ دیا جس کا حرف قادیانیت کے سومات کے لئے گرز محمود غزنوی ہے۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ قادیانی مرتد، منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور اللہ عز و جل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرنا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے اس کا ذبح محض نجس، مردار، حرام قطعی ہے، مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر (احکام شریعت ص ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۷۷ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی) مزید فرمایا کہ اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام (فتاویٰ رضویہ ص ۵۱ جلد ۶ مولانا احمد رضا خان بریلوی) (۵۸)

نوٹ : عالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام نکلنے والا رسالہ امت روزہ ختم نبوت کراچی شمار: ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء میں صفحہ ۲۱ میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کو دبے لفظوں میں مہر بھی تسلیم کر لیا گیا ہے۔

سید محمد جعفر شاہ پھلواری

تحریک ترک موالات کے زبردست حامی اور اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ سے نظریاتی اختلاف رکھنے والے ندوی علماء میں سے ممتاز شخصیت جناب مولوی سید محمد جعفر شاہ پھلواری صاحب نے ”چند یازیں“ چند تاثرات“ کے عنوان سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے بارے میں اپنی دیانتدارانہ آراء کا اظہار کیا ہے۔ موصوف کے طویل مقالے سے شے نمونہ از خروارے چند اہم اقتباسات پیش خدمت ہیں :

”ترک موالات کی تحریک جب تک زوروں پر رہی، مجھے فاضل بریلوی سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ترک موالاتیوں نے ان کے متعلق مشہور کر رکھا تھا کہ نفوذ باللہ وہ سرکار برطانیہ کے وظیفہ یاب ایجنٹ ہیں اور تحریک ترک موالات کی مخالفت پر معصوم ہیں.....“

تحریک ترک موالات کے جوش میں تحقیق کا ہوش نہ تھا، اس لئے ایسی افواہوں کو غلط سمجھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی لیکن جیسے جیسے شعور آتا گیا مذہبی تعصب اور تنگدلی کا رنگ ہلکے سے ہلکا ہوتا چلا گیا اور اب جناب فاضل بریلوی کے متعلق میرے تاثرات یا دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ وہ علوم اسلامیہ، تفسیر، حدیث، فقہ پر عبور رکھتے تھے، منطق، فلسفے اور ریاضی میں بھی کمال حاصل تھا۔ عشق رسول کے ساتھ ادب رسول ﷺ میں اتنے سرشار تھے کہ ذرا بھی بے ادبی برداشت نہ تھی، کسی بے ادبی کی معقول توجیہ و تاویل نہ ملتی تو کسی رد و رعایت کا خیال کئے بغیر اور کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی پرواہ کئے بغیر دھڑ سے فتویٰ لگا دیتے اور تکفیر سے نیچے کوئی فتویٰ ان کے پاس نہ تھا، انہیں حب رسول ﷺ میں اتنی زیادہ فانییت حاصل تھی کہ غلو کا پیدا ہو جانا بعید نہ تھا..... حضرت فاضل بریلوی کی حب رسول ہی تھی جس نے نعمتوں کا پیکر اختیار کیا، نعت کہتے وقت وہ کوئی قافیہ نہیں چھوڑتے اس لئے نعت عموماً طویل ہو جاتی تھی۔

موصوف کا وصیت نامہ میں نے لفظ بلفظ پڑھا ہے، یہ اپنی وفات سے دو گھنٹے پہلے لکھا تھا۔ بعض پڑھے لکھے لوگوں کو اس وصیت نامے کا مذاق اڑاتے دیکھا ہے کیونکہ اس میں اشیائے خورد و نوش کی فہرست بھی ہے جو ممدوح نے اپنی سالانہ فاتحہ کے

موقع پر تقسیم کرنے کی وصیت فرمائی تھی لیکن مذاق اڑانے والوں کی نگاہوں سے یہ پہلو او جھل رہتا ہے کہ موصوف اس بہانے ان غریبوں کو بہرہ اندوز کرنا چاہتے تھے جنہیں یہ نعمتیں شاذ و نادر ہی میسر آتی ہیں۔ (۵۹ ص ۶۶)

مولوی قاضی مظہر حسین چکوال

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب (خلیفہ عجاز مولوی حسین احمد مدنی، بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان) بھی اپنی تصانیف میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہاں صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں.....

(۱) مسلک بریلویت کے پیشوا حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے بھی ہندوستان میں فتنہ رافضی کے انداد میں بہت موثر کام کیا ہے اور روافض کے اعتراضات کے جواب میں اصحاب رسول ﷺ کی طرف سے دفاع کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ بحث ماتم کے دوران مولانا بریلوی کے فتویٰ نقل کئے جا چکے ہیں مگر یہ صحابہ کی تردید میں ”رد الرافضہ“..... ”رد تعزیر داری“..... اور ”الادلۃ الطامعۃ فی ائذان الملامتہ“ وغیرہ آپ کے یادگار رسائل ہیں جن میں سنی شیعہ نزاعی پہلو سے آپ نے مذہب اہلسنت کا مکمل تحفظ کر دیا ہے۔ (۶۰ ص ۶۲)

(۲) بریلوی مسلک کے امام جناب مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے روافض کے خلاف اکابر علمائے دیوبند سے بھی سخت فتویٰ دیا ہے چنانچہ آپ کا ایک رسالہ ”رد الرافضہ“ جس کے شروع میں ہی ایک استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں کہ..... ”رافضی تیرائی جو حضرات شیعین صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے، کتب معتبرہ فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح و فتادی کی تصحیح و حجت پر مطلقاً کافر ہے۔“ (۶۱ ص ۶۲)

قاری اظہر ندیم

قاری اظہر ندیم صاحب نے اپنی کتاب ”کیا شیعہ مسلمان ہیں؟“ میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی تصانیف بالخصوص احکام شریعت اور رد الرافضہ کے حوالہ جات نمایاں طور پر دیے ہیں۔ ایک جگہ جلی عنوان یوں دیا :.....

”جدید و قدیم شیعہ کافر ہیں..... امام اہلسنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتویٰ“..... مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے کچے سنی بنیں۔ (۶۲ ص ۶۳)

نوٹ : مزید تفصیل کے لئے قاضی موصوف کی کتاب بشار الدین، البصر علی شہادت التحسین کے صفحات ۱۳، ۱۴، ۵۸، ۶۳، ۶۴، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۹۲، ۱۹۳، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶ اور موعود خلافت راشدہ، مطبوعہ لاہور کے صفحات ۷ اور ۸ ملاحظہ کر لیں۔

اب آخر میں دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے چند صحافیوں، قلم کاروں، دانشوروں وغیرہ کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں :.....
محمد عبد المجید صدیقی

جناب محمد عبد المجید صدیقی (ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور) نے ایک کتاب میں تقریباً ۸۳ ایسے اصحاب کا تذکرہ کیا ہے جنہیں حالت بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ موصوف نے ۳۵ ویں نمبر پر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا تذکرہ یوں کیا ہے :.....

(۳۵) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان نے جب دوسری مرتبہ زیارت نبی ﷺ کے لئے مدینہ طیبہ حاضری دی تو شوق دیدار میں مواجہہ شریف میں درود شریف پڑھتے رہے۔ یقین تھا کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام ضرور عزت انزائی فرمائیں گے اور بالمواجہہ شرف زیارت حاصل ہوگا۔ لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو آپ نے ایک نعت کی جس کا مطلع ہے

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں

تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں
یہ نعت شریف مواجہہ اقدس (علی صاحبہا صلوٰۃ و سلام) میں عرض کر کے انتظار میں مودب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور اپنے آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ تسلیم کیا کثیرا کثیرا کو بیداری کی حالت میں اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور زیارت مقدس کی اس خصوصی دولت کبریٰ و نعمت عظمیٰ سے شرف یاب ہوئے۔ (حیات اعلیٰ

حضرت صفحہ ۳۴ سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی از علامہ بدر الدین احمد رضوی
تادری صفحہ ۲۹۰ نوری پکڑ پو بالقابل داتا دربار لاہور

اعلیٰ حضرت کا خاندان اصل میں دلی کا قدیمی خاندان تھا اور آپ کے پردادا محمد سعادت علی خان صاحب کی وفات تک یہ سارا خاندان کبھی دلی سے باہر نہیں گیا تھا۔ آپ شوال ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۳ جون ۱۸۶۵ء بروز اتوار بوقت ظہر شربانس بریلی (یو پی بھارت) میں پیدا ہوئے۔ صرف ۱۳ برس کی عمر میں علوم دینیہ و عقیدہ کی تکمیل کر کے سند فراغ حاصل کی۔ پچاس فنون پر آپ نے کتابیں لکھیں۔ آپ کے والد ماجد مولانا نعتی علی خان اور دادا حضرت مولانا رضا علی خان نے آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ آپ کی تمام شاعری نعت رسول مقبول ﷺ کے لئے ہے اور کمال ادب و تعظیم کا شاہکار ہے۔ حقیقی معنی میں آپ شفیق رسول ﷺ تھے۔ مخالفین بھی جس کے قائل ہیں۔ ۲۵ صفر ۱۳۳۰ھ ر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ المبارک وصال فرمایا۔ بریلی میں آپ کا روضہ مرجع خلافت ہے۔ (۶۳ ☆)

جناب عنایت اللہ صاحب

فیجنگ ڈائریکٹر تاج کپنی جناب عنایت اللہ صاحب لکھتے ہیں :

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مسلمانان پاک و ہند کے سب سے بڑے اکثریتی فرقے یعنی اہل سنت و جماعت کے پیشوا مانے جاتے ہیں اس لحاظ سے ان کا ترجمہ سنی مسلمانوں میں سب سے حد پسند کیا جاتا ہے۔ تاج کپنی نے یہ ترجمہ مختلف سازوں میں مختلف اقسام کے کاغذوں پر شائع کیا ہے۔ (۶۴)

شورش کاشمیری (ایڈیٹر چٹان لاہور)

تحریک ختم نبوت کے دوران غالباً ۱۹۷۳ء میں دیوبندی مکتبہ فکر کے مدرسہ اشاعت الاسلام انک میں مولانا غلام اللہ خان اور دیگر علمائے دیوبند کی موجودگی میں جلسہ عام سے آغا شورش کاشمیری نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا :
تحریک ختم نبوت میں علمائے دیوبند کی خدمات قابل ذکر ہیں لیکن بریلوی مکتبہ فکر کے علماء و مشائخ کی خدمات کو فراموش کرنا سراسر نا انصافی ہے۔ فقہ مرزائیت کے

خلاف اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور پیر سید مرعلی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو فراموش کرنا تاریخ سے منہ موڑنا ہے بلکہ ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ (۶۵ ☆)

ڈاکٹر ایچ۔ بی۔ خان (حافظ بابر خان)

(۱) مولوی احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمۃ) ۱۳ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی میں پیدا ہوئے، آپ اہل سنت و الجماعت کے مقتدر علماء روزگار میں سے تھے۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ بھی آپ کی علمی قابلیت اور فقہی معلومات کے معترف تھے۔ علامہ اقبال (علیہ الرحمۃ) نے آپ کے متعلق مزید کہا تھا کہ اگر مولانا بریلوی (علیہ الرحمۃ) کی طبیعت میں تشدد اور انتہا پسندی نہ ہوتی تو آپ اپنے وقت کے امام ابو حنیفہ (علیہ الرحمۃ) ہوتے۔

(۲) مولوی احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمۃ) نے بھی ترک موالات کے فتویٰ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ مولانا شوکت علی (علیہ الرحمۃ) اور مولانا محمد علی (علیہ الرحمۃ) بذات خود مولوی احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمۃ) کے پاس اس فتویٰ پر دستخط کرانے گئے تو مولوی احمد رضا خان (علیہ الرحمۃ) نے کہا کہ ”ہماری سیاست مختلف ہے وہ یہ ہے کہ آپ ”ہندو مسلم اتحاد“ کے حامی اور موسید ہیں جبکہ میں اس کے خلاف ہوں مگر میں آزادی کے خلاف نہیں ہوں۔“ (۶۶ ☆)

حکیم محمد سعید دہلوی

حکیم محمد سعید دہلوی (چیرمین ہمدرد فاؤنڈیشن) نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کو ذبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے مقالات و تاثرات لکھے ہیں۔ بخوف طوالت چند اقتباسات پیش خدمت ہیں :

(۱) مولانا احمد رضا خان کا مقام بہت ممتاز ہے، ان کی علمی، دینی اور ملی خدمات کا دائرہ وسیع ہے انکی تصانیف ہمارے لئے بیش بہا علمی ورثے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ (۶۷ ☆)

(۲) اسلامی فکر و شعور کو عام کرنے اور بے زام زندگی کو دین سے قریب تر لانے میں انہوں نے جو تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ فراموش نہیں کیا جاسکتا ان کا اخلاص اور ان کا جوش علمی سبق آموز ہے ان کی علمی تحریروں کی گہرائی اسلاف کی

علمی تبحر کی یاد دلاتی ہے۔ (☆ ۶۸)

(۳) مولانا کا سب سے بڑا اور منفرد کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے عشق نبوی (ﷺ) کو ایک قوت سے تعبیر کر کے مسلمانوں کے قلوب کو اس سوز و تپش سے معمور کر دیا۔ (☆ ۶۹)

(۴) مولانا شریعت و طریقت دونوں کے رموز سے آگاہ تھے اگر ایک طرف ان کے فتاویٰ نے عرب و عجم میں ان کی علمی و دینی بصیرت کی دھاک بٹھا دی تھی تو دوسری طرف عشق رسول (ﷺ) نے ان کی نعتیہ شاعری کو فکر و فن کی بلندیوں پر پہنچایا تھا۔ (☆ ۷۰)

(۵) میرا تاثر یہ ہے کہ وہ اپنی علمی جامعیت کی وجہ سے قدیم علماء کی نمائندگی کرتے تھے۔ ان کے لئے میرے دل میں احترام کا جذبہ ہے۔ (☆ ۷۱)

نوٹ : مزید تفصیل کے لئے موصوف کا مقالہ احمد رضا کی طبی بصیرت مشمولہ سالنامہ معارف رضا کراچی ۱۹۸۹ ص ۹۹ کا مطالعہ کریں)

پروفیسر خالد شبیر احمد دیوبندی

پروفیسر خالد شبیر احمد دیوبندی فیض آبادی نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے رد مرزائیت کے فتویٰ (السوء العقب علی المسیح الکذاب) کے بارے میں اپنی آراء کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے :

”مولانا احمد رضا بریلوی کے نام ثانی سے کون واقف نہیں علم و فضل اور تقویٰ میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ذیل میں ان کا ایک فتویٰ (السوء العقب علی المسیح الکذاب ۳۲۰ھ) پیش کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے مرزا صاحب کے کفر کو بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت کیا ہے اس فتویٰ سے جہاں مولانا کے کمال علم کا احساس ہوتا ہے وہاں مرزا غلام احمد کے کفر کے بارے میں ایسے دلائل بھی سامنے آتے ہیں کہ جس کے بعد کوئی ذی شعور مرزا صاحب کے اسلام اور اس کے مسلمان ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔“ (☆ ۷۲)

مزید کہتے ہیں :

ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت فقہی دانش اور دینی بصیرت کا ایک تاریخی

شاہکار ہے جس میں آپ نے مرزا غلام احمد کے کفر کو خود ان کے دعاوی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے۔ یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی و تحقیقی خزانہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔“ (☆ ۷۳)

آپ کے درس و تدریس کے بارے میں لکھا کہ :

علوم و فنون سے فراغت کے بعد آپ نے ساری عمر تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں بسر کر دی، مولوی صاحب نے تقریباً پچاس علوم و فنون میں کتب و رسائل تحریر کئے ہیں جو ان کی علمی استعداد کی منہ بولتی تصویر ہے۔ درس و تدریس کے میدان میں بھی بے شمار تلامذہ ان سے مستفید ہوئے جن میں بعض بڑے بھر عالم تھے“ (☆ ۷۴)

فن شعر گوئی پر بھی آپ کو کمال حاصل تھا، خصوصاً نعت گوئی میں آپ کا شمار صف اول کے نعت گو شعراء میں ہوتا ہے ان کا اپنا ایک مصرع ہے ”قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی“ یوں تو آپ نے ہر صنف شاعری میں طبع آزمائی کی لیکن جو رنگ اور جو لطف نعت گوئی میں ہے وہ کسی دوسری صنف میں نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی عام شاعری میں بھی ہر جگہ نعت کی جھلک نظر آتی ہے۔“ (☆ ۷۵)

”ملکی سیاست میں بھی آپ اور آپ کے ہم عقیدہ علمائے کرام کا اچھا خاصہ حصہ ہے۔ ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت کے بعد جب تحریک ترک موالات کا آغاز ہوا تو مولوی احمد رضا خان نے اس کی مخالفت کی کیونکہ آپ کے نزدیک کفار و مشرکین کے ساتھ اختلاط اور ان کے ساتھ سیاسی اتحاد خطرناک نتائج پیدا کر سکتا تھا۔“ (☆ ۷۶)

مولوی احمد رضا خان صاحب کی تصانیف کا سلسلہ کافی وسیع ہے آپ کی تصانیف ایک ہزار سے متجاوز ہیں صرف ۳۱ برس کی عمر تک آپ کی تصانیف پچتر (۷۵) تک پہنچ چکی تھیں فتاویٰ نسکی میں آپ کو خصوصی دسترس اور خصوصی کمال حاصل تھا“ (☆ ۷۷)

ڈاکٹر صالحہ عبد الحکیم شرف الدین

ڈاکٹر صالحہ عبد الحکیم شرف الدین صاحب نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”قرآن حکیم کے اردو تراجم“ میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ قرآن (کنز الایمان) کے

حاجن کے علاوہ آپ کی عبقری شخصیت کے بارے میں بہت کچھ لکھا چند مثالیں ہدیہ
تاریکین ہیں :

اواکل بیسویں صدی میں لکھے جانے والے مشہور ترجموں میں مولانا احمد رضا خان
بریلوی کا ترجمہ بھی ہے۔ (☆ ۷۸) مولانا کی ذہانت اور علمیت ان کے ترجمے سے
خوب عیاں ہے۔ (☆ ۷۹)

مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ بعض مقامات پر اپنے ہم عصر مترجمین کے ترجموں
سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔ (☆ ۸۰) مقام حیرت و استعجاب ہے کہ یہ ترجمہ لفظی
ہے اور ہا محاورہ بھی اس طرح گویا لفظ اور محاورہ کا حسین ترین امتزاج آپ کے ترجمہ
کی بہت بڑی خوبی ہے پھر انہوں نے ترجمہ کے سلسلے میں بالخصوص یہ التزام بھی کیا ہے
کہ ترجمہ لغت کے مطابق ہو اور الفاظ کے متعدد معانی میں سے ایسے معانی کا انتخاب
کیا جائے جو آیات کے سیاق و سباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہوں۔ اس میں شک
نہیں کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نہایت ذہین، نیک اور بحر العلوم تھے۔ ہندوستان
میں ان کے برابر کے علماء اور مفسرین بہت کم گزرے ہیں ان کا ترجمہ پر خلوص اور
سلیس ہے۔ مفسرین خلف نے اس ترجمہ کے حواشی میں افراط و تفریط کی ہے لیکن اس
سے مولانا کی شان اور علمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (☆ ۸۱)

مولانا احمد رضا کثیر المسانیف مصنف ہیں۔ (☆ ۸۰)

ایک ماہر نثر نگار کے علاوہ مولانا بڑے باذوق شاعر بھی تھے۔ تاریخِ ارزد کی کتابوں
نے ان کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے ان کا تذکرہ اس باب میں نہیں کیا ان کا میدان نعت
گوئی تھا۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا

میں گدا ہوں اپنے کہیم کا میرا دین پارہ ناں نہیں
واقعی ان کی نعتوں کو پڑھ کر وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
ان کے کلام میں معنویت کے ساتھ ساتھ شعر و سخن کی تقریباً تمام فنی خوبیاں اور

نزاکتیں موجود ہیں خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں۔

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جنال کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ حدی مجھے شوخی طبع رضا کی قسم
مولانا احمد رضا کی نعت گوئی پر تذکرہ بذات خود ایک علیحدہ موضوع ہے انہوں نے
بہت لکھا اور بہت اچھا لکھا ہے۔ (☆ ۸۳)

جو ہر کلام یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان تبحر عالم تھے 'علوم دینیہ و نقلیہ و عقلیہ اور
فن مناظرہ پر کامل دسترس حاصل تھی۔ بحیثیت فقیہ ان کا عالی مقام تھا۔ (☆ ۸۴)

قاضی احسان الحق اور سید ابو احمد سجاد بخاری

مولوی غلام اللہ خان پنڈوی کے جانشین قاضی احسان الحق کی زیر نگرانی اور سید
ابو احمد سجاد بخاری کی زیر ادارت نکلنے والے رسالے میں ایک مضمون بعنوان
"ماشقاں مصطفیٰ ﷺ تمہاری غیرت کہاں گئی؟" شائع ہوا جس میں فاضل بریلوی
قدس سرہ کے ایک فتویٰ ردِ الرفضہ کا آخری حصہ یوں درج کیا گیا۔ (☆ ۸۵)

دشمنان رسالت ماب ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اعلیٰ
حضرت فاضل بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کا فتویٰ :

"ہائیکہ ان رافضیوں، تیرائیوں (شیعوں) کے بارے میں حکم قطعی اجماعی یہ ہے
کہ وہ علی العموم مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے ان کے ساتھ مناکحت
(نکاح) نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ مردِ رافضی اور عورتِ مسلمان ہو
تو یہ سخت قہر الہی ہے۔ اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں سے ہو جب بھی ہرگز
نکاح نہ ہوگا۔ محض زنا ہوگا۔ اولاد ولد الزنا ہوگی۔ باپ کا ترکہ نہ پائے گی۔ اگرچہ اولاد
بھی سنی ہی ہو شرعاً والد الزنا کا باپ کوئی نہیں۔ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مر
کی، زانیہ کے لئے مہ نہیں، رافضی اپنے کسی قریب حتیٰ کہ باپ، بیٹے، ماں بیٹی کا بھی
ترکہ نہیں پاسکتا، سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے
ہم مذہبی رافضی کے ترکے میں اس کا اصلاً کچھ حق نہیں، ان کے مرد عورت عام جاہل
کسی سے میل جول سلام کلام سب کبیرہ اشد حرام ہے جو ان کے ملعون عقیدوں پر
آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے ہا جماع تمام

انہم دین خود کافر اور بے دین ہے اور اس کے لئے بھی یہی احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے مسلمان بنیں۔.....

واللہ تولیقی واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجلہ اتم و احکم کتب
عبدہ المذنب احمد رضا بریلوی (رد الرفضہ ص ۳۲) (۸۶۶)

اس فتویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں لکھا.....

اہل سنت بھائیو! آپ نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کا فتویٰ اوپر ملاحظہ کیا مگر تصویر کا دردناک پہلو یہ ہے کہ خود کو فخریہ اہل سنت بریلوی کہنے والے بعض علماء نہ صرف یہ کہ شیعوں سے میل جول اور سماجی تعلقات رکھنے میں پیش پیش ہیں بلکہ ان کی مجالس جلوسوں اور کانفرنسوں کی زینت بنتے ہیں اور ٹینیسی جیسے..... اور..... انسان نے علی الاعلان حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے مشن میں ناکام بتایا ہے۔ (بحوالہ پمفلٹ اتحاد و یک جہتی ناشر خانہ فرہنگ ایران ملتان) اس کو حجۃ الاسلام والمسلمین کا لقب دے کر عزت و تکریم کرتے ہیں..... اعلیٰ حضرت بریلوی (قدس سرہ) نے ایسے علماء کو ”بد مذہب“ اور ”جہنمی“ لکھا ہے (۸۷)

(نوٹ : شیخہ نواز علماء کو سنی بریلوی کہنا نہ صرف بے وقوفی اور جہالت ہے بلکہ اہل سنت و جماعت کی توہین کے مترادف ہے (صابر))

اسی طرح ماہنامہ تعلیم القرآن کے ایک دوسرے شمارے میں مفتی غلام رسول صاحب کا مقالہ بعنوان ”خلل اندازی نماز کے متعلق اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب“ شائع ہوا۔ یہ مقالہ نو صفحات پر مشتمل ہے، مقالے کا صرف ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔.....

”صورت مسئلہ میں خلل اندازی نماز کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی مذہب کے متعلق دریافت کیا گیا۔ ان کا اپنا ذاتی مذہب کوئی خود ساختہ نہیں بلکہ مسئلہ مذکورہ میں ان کا مذہب وہی ہے جو ان کے امام مستقل مجتہد مطلق امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔“ (۸۸)

مولوی محمد اکرم صاحب اور حافظ عبد الرزاق ایم اے

مولوی محمد اکرم صاحب (سرپرست دارالعرفان، منارہ جلم) کی زیر سرپرستی اور حافظ عبد الرزاق ایم اے کی زیر ادارت نکلنے والے ماہنامہ المرشد چکوال میں ابو سعید کا مقالہ ”نعت رسول مقبول ﷺ“ شائع ہوا جس میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کا ذکر خیر بھی شامل ہے۔

شعر دراصل ہے وہی صحت
سننے ہی دل میں اتر جائے
اہل دل اور اہل درد اور اہل صفا کی نعتوں میں یہ اثر لازماً پایا جاتا ہے کہ ان نعتوں کے پڑھنے سے نبی کریم ﷺ اور اللہ تعالیٰ سے محبت ضرور پیدا ہو جاتی ہے خواہ کسی درجے کی ہو اور اس درجے کا انحصار پڑھنے والے کے خلوص پر ہے۔
اب ہم چند ایسی نعتیں درج کرتے ہیں (۸۹)

مولانا احمد رضا خان بریلوی ۱۳۳۱ھ

فیض ہے یا شہ تنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا
(۹۰)

الحاج ظہور حسین

ادارہ اسلامیہ کمالیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتاب میں لکھتے

ہیں :

حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی تکفیر مسلم میں ہے حد مختاط تھے، چنانچہ ایک صاحب نے تکفیر مسلم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے یہ جواب مرحمت فرمایا :
بطور سبب شتم کہا تو کافر نہ ہوا، گنہگار ہوا اگر کافر جان کر کہا تو کافر“ (المفوض

حصہ سوم ص ۱۲)

فاضل بریلوی کی احتیاط تکفیر کا عملی طور پر اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی بعض عبارات پر سخت گرفت کی اور اس سلسلہ میں رسالہ تحریر فرمایا ”سبحان السبوح عن عیب کذب متوج“ بالآخر یہی تحریر فرمایا : ”علمائے محتاطین

انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے۔ اس طرح ایک اور رسالہ میں تحریر فرمایا.....
 ”ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفا (یعنی کافر کہنے) سے کف سان (یعنی زبان
 روکنا) ماخوذ و مختار و مناسب“ (الکوئیت الشاہیہ ۱۸۹۸ھ) اسی موضوع پر سل السیوف
 الہندیہ، ازالہ العار، اشعاع البری وغیرہ کتابیں لکھی ہیں۔

مختلف حوالہ جات کے مطالعہ اور تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ فاضل بریلوی بیٹھے
 بٹھائے خواہ مخواہ کسی کو کافر نہ کہتے تھے۔

قارئین کرام نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت پروانہ شمع
 رسالت مجدد ماہ حاضرہ الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی وہ عظیم
 الشان اور پر وقار ہستی ہیں کہ اپنے تو اپنے غیروں اور مخالفوں کو بھی ان کی علمی
 جلالت کے آگے اپنی جبین نیاز جھکانے پر مجبور ہونا پڑا اور انھوں نے اپنے اپنے طور
 پر اس عبقری کو خراج تحسین پیش کیا۔

بغضہ تعالیٰ اسی طرح تمام اکابر و اصاغر دیوبندیوں بلکہ علمائے عرب و عجم نے بھی
 ہمارے امام، امام اہلسنت کے تبحر علمی اور قناعت کا اعتراف کیا ہے
 ایک دفعہ صدر الافاضل مراد آبادی نے امام اہلسنت سے عرض کی کہ حضور نری
 کے ساتھ وہابیوں دیوبندیوں کا رد فرمائیں تو آپ مولانا کی یہ گفتگو سن کر آبدیدہ
 ہو گئے۔ اور فرمایا :

مولانا! تمنا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوئی اور میرے آقا و مولیٰ
ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتیں اور میں اپنے ہاتھ سے
 ان گستاخوں کا سر قلم کرتا۔ لیکن تلوار سے کام لینا تو اپنے اختیار میں نہیں۔ ہاں اللہ
 تعالیٰ نے قلم عطا فرمایا ہے تو میں قلم کے ذریعے شدت کے ساتھ ان بے دینوں کا رد
 اس لئے کرتا ہوں تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بد زبانی کرنے والوں کو
 اپنے خلاف شدید رد دیکھ کر مجھ پر غصہ آئے۔ پھر جل بھن کر مجھے گالیاں دینے لگیں۔
 اور میرے آقا و مولیٰ کی شان میں گالیاں بکنا بھول جائیں اس طرح میری اور میرے
 آباء و اجداد کی عزت و آبرو حضور اکرم ﷺ کی عظمت جلیل کے لئے سپر ہو
 جائے (سوانح امام احمد رضا بریلوی)

سبحان اللہ قربان جانیے اعلیٰ حضرت کے عشق رسول ﷺ پر کہ وہ رسول
 کی عزت و ناموس کے کتنے اعلیٰ تمکبان تھے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی اس شدت کے
 چند چھینٹے عنایت فرمائے (آمین)

آخر میں ان حضرات سے دردمندانہ التماس ہے جو کہ حکومتی سطح تک رسائی
 رکھتے ہیں یا جو اپنے حلقہ احباب میں کچھ کرنے کی اہلیت یا اختیار رکھتے ہیں خدا را!
 اب بھی وقت ہے تاریخ اور تاریخ دانوں نے امام اہلسنت کے ساتھ جو نا انصافی کی ہے
 اللہ اس کا ازالہ کرنے کی کوئی سبیل کیجئے تاریخ کے صفحات پر جہاں نظر ڈالئے ان
 حضرات کو جو کہ سراسر گستاخ رسول اور پاکستان دشمن تھے کو ہیرو بنا کر پیش کیا گیا ہے
 جب کہ دنیائے اسلام کی اس عظیم الشان ہستی کے ساتھ ایسی بے اعتنائی برتی گئی ہے
 کہ جس کی مثال کسی دوسرے ملک کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ انصاف کا اس سے
 زیادہ خون کیا ہوگا کہ جس کا ایک ایک شعر سونے میں تولنے کے قابل ہے اس کی کوئی
 نعت یا نظم کسی بھی درسی کتاب میں شامل نصاب نہیں، اسی سے زیادہ اندھیر کیا ہوگا
 کہ جہاں نصابی کتابوں میں سر سید احمد خان، سید سلیمان ندوی، ڈاکٹر اقبال، بانی پاکستان
 محمد علی جناح وغیرہ کا ذکر ہے وہاں اعلیٰ حضرت جیسی شخصیت سے پہلو تہی کی گئی ہے
 حالانکہ اول الذکر تمام شخصیات بھی اعلیٰ حضرت کی عظمت کے قائل تھے۔ اب بھی
 وقت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کل بروز محشر ہم سے اس بے اعتنائی و بے رخی کا سبب
 پوچھا جائے اور ہم سے کوئی جواب نہ بن پڑے۔

آخر میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے
 نقوش پا پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ان کے مسلک و تعلیمات کا زیادہ
 سے زیادہ پرچار کرنے کی ہمت و قوت دے اور ان کی قبر پر انوار پر کروڑ ہا کروڑ رحمت
 و رضوان کی بارش فرمائے۔ اور ہمیں ان کی شخصیت کی کماحقہ پہچان اور پرچار کی
 توفیق عنایت فرمائے آمین۔

وال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ
 حکمت اعلیٰ حضرت پر لاکھوں سلام

حواشی کتاب

- (۱) ملاحظہ ہو مولوی حسین احمد مدنی کی کتاب اشباح ثاقب
- (۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ کی کتاب "امام احمد رضا اور عالمی جامعات" مطبوعہ لاہور سن ۱۹۹۰ء
- (۳) حضرت علامہ سید محمد ریاست علی قادری "خطبہ استقبالیہ امام احمد رضا کانفرنس" منقذہ اسلام آباد ۱۹۸۸ء ص ۶
- (۴) محمد یوسف صاحب "چودھویں صدی کی ایک عظیم شخصیت" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۱۳۶
- (۵) ماہنامہ کنز الایمان لاہور جون ۱۹۹۱ء ص ۲۰
- (۶) محمد مسعود احمد مدظلہ پروفیسر "رہبر راہنما" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء ص ۲۳
- (۷) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (۱) امام احمد رضا اور عالم اسلام مطبوعہ کراچی (۲) فاضل بریلوی علمائے مجاز کی نظر میں مطبوعہ لاہور
- (۸) مکتوب سید مر حسین شاہ بخاری بنام راتم الحروف محمد ۲۳ جنوری ۱۹۹۱ء
- (۹) محمد ہمام الحق قاسمی اسوہ اکابر مطبوعہ لاہور سن ۱۹۶۲ء ص ۱۲
- (۱۰) انیس احمد صدیقی حکیم: مسلک اعتدال مطبوعہ کراچی سن ۱۳۹۹ھ ص ۸۷
- (۱۱) عبدالکلیم اختر شاہجہان پوری: مولانا: اعلیٰ حضرت کا نقی مقام مطبوعہ لاہور سن ۱۹۷۱ء ص ۱۰
- (۱۲) محمد ہمام الحق قاسمی: اسوہ اکابر مطبوعہ لاہور سن ۱۹۶۲ء ص ۱۵
- (۱۳) کوثر نیازی: امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ ایک ہمہ جہت شخصیت مطبوعہ کراچی سن ۱۹۹۱ء ص ۱۸
- (۱۴) محمد مسعود احمد پروفیسر: سراج النقاء مطبوعہ لاہور سن ۱۹۹۰ء ص ۳
- (۱۵) کوثر نیازی: امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ ایک ہمہ جہت شخصیت مطبوعہ کراچی سن ۱۹۹۱ء ص ۱۸
- (۱۶) خلیل اشرف اعظمی خلیل العلماء: طرائف بحواب دھاکہ مطبوعہ سائپوال ۱۹۷۷ء ص ۳۰
- (۱۷) خلیل اشرف اعظمی خلیل العلماء: طرائف بحواب دھاکہ مطبوعہ سائپوال ۱۹۷۷ء ص ۴۱
- (۱۸) خلیل اشرف اعظمی خلیل العلماء: طرائف بحواب دھاکہ مطبوعہ سائپوال ۱۹۷۷ء ص ۳۹
- (۱۹) محمد فیض احمد اویسی: مولانا: امام احمد رضا اور علم حدیث مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء ص ۸۳
- (۲۰) خلیل اشرف اعظمی خلیل العلماء: طرائف بحواب دھاکہ مطبوعہ سائپوال سن ۱۹۷۷ء ص ۳۵
- (۲۱) خلیل اشرف اعظمی خلیل العلماء: طرائف بحواب دھاکہ مطبوعہ سائپوال ۱۹۷۷ء ص ۳۴
- (۲۲) مرتضیٰ حسن درہنگی: مولانا: اشہ الغذاب علی سیدہ الکذاب مطبوعہ دیوبند ص ۱۳
- (۲۳) یاسین اختر مصباحی: مولانا: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی

- (۲۴) یاسین اختر مصباحی: مولانا: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ص ۱۲۸، ۱۲۹
- (۲۵) محمد عمر فاروق: حافظ: امام احمد رضا عظمیٰ المرتبت: جلیل القدر شاعر مطبوعہ لاہور سن ۱۹۹۰ء ص ۳۹
- (۲۶) ماہنامہ جناب عرض رحیم یار خاں "قرآنی دوران نمبر" ج ۱ شمارہ نمبر ۱۰ سن ۱۹۹۰ء ص ۲۳۵، ۲۳۶
- (۲۷) ماہنامہ الفرقان مکتبہ اگست ستمبر سن ۱۹۸۷ء ص ۷۳
- (۲۸) محمد ہمام الحق قاسمی اسوہ اکابر مطبوعہ لاہور سن ۱۹۶۲ء ص ۲۰
- (۲۹) محمد یاسین اختر مصباحی: مولانا: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ص ۱۳۳
- (۳۰) ایضاً ص ۱۳۸
- (۳۱) محمد مسعود احمد: پروفیسر: فاضل بریلوی علماء مجاز کی نظر میں مطبوعہ لاہور ص
- (۳۲) محمد یاسین اختر مصباحی: مولانا: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ص ۱۲۹، ۱۳۰
- (۳۳) محمد مسعود احمد: پروفیسر: عاشق رسول مطبوعہ لاہور ص ۱۱
- (۳۴) ابوداؤد محمد صادق: مولانا پاسبان کنز الایمان مطبوعہ لاہور ص ۶۳
- (۳۵) محمد مسعود احمد: پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترک مولانا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۱۰۰
- (۳۶) محمد مسعود احمد: پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترک مولانا مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۱۰
- (۳۷) غلام سرور قادری: مفتی الشاہ احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ سائپوال ص ۸۲
- (۳۸) سوئے منزل راولپنڈی اپریل سن ۱۹۸۲ء ص ۵۷
- (۳۹) محمد یاسین اختر مصباحی: مولانا: امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ص ۹۸
- (۴۰) شمس الدین احمد قریشی: قاضی: اتحاد امت دیوبندی: بریلوی کا اہم نقاشا: مطبوعہ راولپنڈی سن ۱۹۸۳ء ص ۴۱
- (۴۱) ملاحظہ ہو مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی
- (۴۲) کوکب نورانی اور کاٹوی: مولانا: سفید و سیاہ مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۹ء ص ۷۵
- (۴۳) یاسین اختر مصباحی: مولانا: امام احمد رضا اور رو بدعات و منکرات مطبوعہ مکان ۱۹۸۵ء ص ۳۳
- (۴۴) محمد حسین انصاری: ڈاکٹر: حیات طیبہ مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۳ء ص ۲۳۲
- (۴۵) ماہنامہ الفرقان سائپوال رجب المرجب سن ۱۴۰۹ھ ص ۲۷
- (۴۶) محمد مرید احمد چشتی: مولانا: خیابان رضا مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۲ء ص ۴۱

- (۳۷) نور محمد قادری سید علامہ : اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر مطبوعہ لاہور سن ۱۳۰۱ھ
ص ۳۷
- (۳۸) (۱) مولانا حق نواز جھنگوی کی جدوجہد اور ان کا نصب العین مطبوعہ جھنگ سن ۱۹۹۰ء
ص ۲۱
- (۲) امیر عزیمت 'پس منظر' وجوہات مطبوعہ جھنگ ص ۱
- (۳۹) (۱) اہل سنت و الجماعت علماء بریلی کے تاریخ ساز فتاویٰ مطبوعہ جھنگ ص ۲
(۲) جو شخص شیعہ کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے (اشارہ)
- (۵۰) ارشاد الحق تھانوی 'مولانا : امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی تعلیمات مشمولہ روزنامہ جنگ
میکرین خصوصی ایڈیشن
- (۵۱) محمد منظور نعمانی 'مولانا : مشفق فیملہ مطبوعہ لاہور ص ۱۸
- (۵۲) جو شخص شیعہ کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ (اشارہ) مطبوعہ انجمن
سپاہ صحابہ پاکستان
- (۵۳) (۱) محمد حبیب قاسمی قادری : علامہ کرام کی توثیق کسی صورت میں جائز نہیں۔ مطبوعہ
کراچی ۱۹۸۳ء ص ۵
(ب) محمد اودیس ہوشیار پوری : خطبات حکیم الاسلام حصہ سوم مطبوعہ مکتان ص ۲۷۵
- (۵۴) محمد فیض احمد اویسی 'فیض العلوم : امام احمد رضا علیہ الرحمہ ریاست بنالہور کے علماء و
مشارع کی نظر میں
- مشمولہ (۱) ماہنامہ فیض عالم بنالہور اگست سن ۱۹۹۱ء ص ۱۲
- (۲) اعجاز اشرف انجم نظامی 'خواجہ : امام احمد رضا دانشوروں کی نظر میں مطبوعہ سن ۱۹۸۶ء
ص ۱۵۵
- (۵۵) مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کراچی سن ۱۹۹۰ء ر ۱۳۶ھ ص ۳۵
- (۵۶) شمس الدین درویش 'قاضی : غلغلہ بر زلزلہ مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۸ء ص ۳۳
- (۵۷) ملاحظہ ہو 'اللہ وسایا' مولوی : ایمان پرور یادیں مطبوعہ مکتان سن ۱۹۸۶ء
- (۵۸) عشق قائم العین 'عشق و محبت' مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ص ۵
- (۵۹) محمد مرید احمد چشتی 'مولانا : جہان رضا مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۱ء ص ۱۲۵' ۱۳۶' ۱۳۷
- (۶۰) منظر حسین 'قاضی : بشارت الدارین بالمصیر علی شہادت ائمتین (علیہ السلام) مطبوعہ
لاہور سن ۱۳۹۵ھ ص ۵۳۹' ۵۳۰
- (۶۱) ماہنامہ حق چار یار لاہور شمارہ جون جولائی سن ۱۹۹۰ء ص ۵۰
- (۶۲) انظر ندیم قادری 'تکلیف شیعہ مسلمان ہیں مطبوعہ لاہور ص ۲۸۸
- (۶۳) محمد عبدالحیہ صدیقی : زیارت نبی (علیہ السلام) بحالت بیداری مطبوعہ لاہور سن
۱۹۸۹ء ص ۸۱
- (۶۴) عنایت اللہ : تاریخ مطبوعات مطبوعہ کراچی سن ۱۹۷۷ء ص ۵۱

- (۶۵) کتب گرامی صاحبزادہ محمد عبداللطیف رضوی بنام راقم الحروف محردہ ۸ فروری سن ۱۹۹۲ء
- (۶۶) ایچ۔ بی۔ خان 'ڈاکٹر : برصغیر پاک و ہند کی سیاست میں علماء کا کردار مطبوعہ لاہور سن
۱۹۸۵ء ص ۱۵۲
- (۶۷) مجلہ امام احمد رضا کانفرنس مطبوعہ کراچی سن ۱۹۸۸ء ص ۱۵
- (۶۸) مجلہ امام احمد رضا کانفرنس مطبوعہ کراچی سن ۱۹۸۶ء ص ۱۳
- (۶۹) ایضاً سن ۱۹۸۹ء ص ۶۳
- (۷۰) محمد مرید احمد چشتی 'مولانا خیابان رضا دانشوروں کی نظر میں مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۹۳
- (۷۱) اعجاز اشرف انجم نظامی 'خواجہ امام احمد رضا دانشوروں کی نظر میں ۱۹۸۶ء ص ۲۳
- (۷۲) خالد شبیر احمد 'پروفیسر : تاریخ صحابہ قادریہ مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۷ء ص ۳۵۵
- (۷۳) ایضاً ص ۳۶۰
- (۷۴) خالد شبیر احمد 'پروفیسر : تاریخ صحابہ قادریہ مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۷ء ص ۳۵۶
- (۷۵) ایضاً ص ۳۵۷
- (۷۶) ایضاً ص ۳۵۸
- (۷۷) ایضاً ص ۳۶۰
- (۷۸) صالحہ عبدالحکیم شرف الدین 'ڈاکٹر : قرآن حکیم کے اردو تراجم مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء ص
۳۱۵
- (۷۹) ایضاً ص ۳۱۸
- (۸۰) ایضاً ص ۳۱۹
- (۸۱) صالحہ عبدالحکیم شرف الدین 'ڈاکٹر : قرآن حکیم کے اردو تراجم مطبوعہ کراچی سن ۱۹۸۱ء
ص ۳۲۳
- (۸۲) ایضاً ص ۳۳۰
- (۸۳) ایضاً ص ۳۳۱' ۳۳۲
- (۸۴) ایضاً ص ۳۳۵
- (۸۵) دیوبندیوں کو اپنے اکابر سے متعلقہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کو بھی دیانتداری
سے تسلیم کر لینا چاہئے تاکہ فساد امت کا جو پودا ان کے اکابرین نے بویا تھا اسے کالا چاگے
اور مسلمانوں میں تفرقہ ختم ہو سکے۔ (ادارہ)
- (۸۶) ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اگست ستمبر ۱۹۸۸ء ص ۷۲
- (۸۷) ایضاً ص ۷۳
- (۸۸) ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اگست سن ۱۹۸۵ء ص ۱۹ تا ۲۷
- (۸۹) ماہنامہ الرشید پکوال شمارہ اکتوبر سن ۱۹۸۳ء ص ۲۶' ۲۷
- (۹۰) ایضاً ص ۲۹

کلمہ کفر محمد (ﷺ) غیب کیا جائیں

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے..... یَعْلَمُونَ أَنَّهُ مَاتَ وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ (پ ۱۰ ع ۱۲ سورہ التوبہ)

”خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بے شک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔“

ابن جریر اور طبرانی اور ابوالشیخ و ابن مردویہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ (ﷺ) ایک بیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ ہمیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا رسول اللہ (ﷺ) نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا۔ سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی اور بے شک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمان کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے :

وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَعْبُدُ وَلَعِبَ قُلُوبُنَا وَإِنَّتِ وُجُوهُنَا كَتَمْتُمْ تُسْتَهْزَؤْنَ لَا تَعْتَذِرُونَ قَدْ كُنْتُمْ بَعْدَ الْإِيمَانِ كَمَا كُنْتُمْ بَعْدَ الْكُفْرِ (پ ۱۰ ع ۱۲ سورہ التوبہ)

اور اگر تم ان سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی نہیں کھیل میں تھے، تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے، ہمارے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں۔

إِنَّهُ قَالَ لِي قَوْلُهُ تَعَالَى وَلَمَّا سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَعْبُدُ وَلَعِبَ قُلُوبُنَا مِنْ الْمُنَافِقِينَ بَعْدَئِذَا مُحَمَّدٌ ابْنُ نَاقَةَ فَلَانِ بَوَادِي كُنَّا وَمَا بَدْرُهُ بِالْغَيْبِ۔

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی، اس کی تلاش تھی، رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے، اس پر ایک منافق بولا محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جائیں؟

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، ہمارے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔ (دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر، جلد دہم صفحہ ۱۰۵ و تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۳)

مسلمانو! دیکھو محمد (ﷺ) کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جائیں کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ ہمارے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

اقوال اعلیٰ حضرت (رحمۃ اللہ علیہ)

(۱) جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے اللہ نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔

(۲) اولیاء اللہ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور مشابہت کرنا کسی دن ولی اللہ کروتا ہے۔

(۳) نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔

(۴) جس کا ایمان پر خاتمہ ہو گیا اس نے سب کچھ پالیا۔

(۵) جس سے اللہ و رسول (ﷺ) کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔

شیخ الاسلام والمسلمین

قائدِ بدعتِ مکران مصطفیٰ احمد رضا
 لشکرِ ولہارنگن شاہِ دین کا پیشوا
 حبِ محبوبِ خدا ہے قصرِ ایمان کی اساس
 وہ محمد کا سپاہی، غوث کا وہ پرے دار
 ہے خدائے مصطفیٰ سب سے بڑا پھر مصطفیٰ
 عشقِ احمد، حبِ اہل بیت و اصحابِ رسول
 نسبتِ نیکان سے ہے فوز و فلاح دوسرا
 سرِ مگرہ عارفان، دیدہ دروں کا مقتدا
 دیدہ باری تعالیٰ اور عبدِ مصطفیٰ
 جانِ ثارِ محمد کا سپہ سالار تھا
 دشمنانِ مصطفیٰ سے عمر بھر لڑتا رہا
 جو ہے گستاخِ نبی، ایمان نہیں ہے اس کے پاس
 جیشِ ابداء کا نہ اس غازی کو تھا خوف و ہراس
 جانِ ایمان ہیں محمد مصطفیٰ اس نے کہا
 نیکت بندوں سے محبت، احترامِ اولیاء
 مذہبِ احمد رضا خاں کچھ نہیں اس کے سوا
 اس کے علم و فضل کا ڈنکا جہاں بھر میں بجا
 وہ مجددِ اسِ صدی کا عبقری اس دور کا

دلولہ انگیز و ذوق افزا ہے اس کا ذکر خیر

ہرم شوقِ انسرہ ہے اس کی حکایت کے بغیر

طابقِ سلطان پوری

حسن ابدال

منقبت

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
 عرصہ ہوا وہ مردِ مجاہد چلا گیا
 ایمان پارہا ہے حلاوت کی نعمتیں
 سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
 کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دئے
 مغمومِ اہل علم نہ ہوں کیوں تیرے لئے
 عالم کی موت کہتے ہیں عالم کی موت ہے
 عشقِ حبیبِ پاک میں ڈوبا ہوا کلام
 تم کیا گئے کہ رونقِ محفل چلی گئی
 بعدِ وصال عشقِ نبی کم نہیں ہوا
 بھڑی دلوں میں الفت و عظمتِ رسول کی
 جو علم کا خزینہ کتابوں میں ہے تیری
 خدمتِ قرآنِ پاک کی وہ لاجواب کی
 اللہ اپنے فیض سے اب کام لیجئے
 وابستگانِ کیوں ہوں پریشان ان پہ جب
 تم جاں تھے چمن کی چمن وہ چمن کہاں

مرزا سر نیاز جھکا ہے اس لئے
 علم و عمل پہ آپ کا احسان ہے آج بھی

دعوت انصاف

- کیا آپ حق کا ساتھ دینا اور باطل سے الگ ہونا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ حق کو سر بلند اور باطل کو سرنگوں دیکھنا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ باطل فتنوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ فرقہ ناجیہ کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ بریلوی، دیوبندی، نزار کی اصل وجوہات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ چاہتے ہیں کہ حقیقت آپ پر آشکارا ہو جائے۔
- کیا آپ چاہتے ہیں کہ اپنے اور پر اسے کی پہچان کر سکیں۔
- کیا آپ حق پسندوں کو اپنا دوست رکھنا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ قرآنی آیت **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** کا صحیح مفہوم جانتا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ حق اللہ اور حقوق العباد کی صحیح ادائیگی چاہتے ہیں۔
- کیا آپ اللہ تعالیٰ عز و جل کی محبت اور عشق رسول ﷺ کا صحیح لطف اور لذت اٹھانا چاہتے ہیں۔

تو آپ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی دفتر نور مسجد کاندھی بازار کراچی تشریف لائیں یا پھر ہمیں ایک خط لکھیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاندھی بازار کراچی 74000